ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

30

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
33واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

یکم تا 7 صفر المظفر 1446ھ / 6 تا 12 اگست 2024ء

مقبوضہ کشمیر کی خصوصی حیثیت کا خاتمہ: ایک ظالمانہ اقدام

5 اگست 2019ء کا سورج اپنے پہلو میں ایک تاریک ترین دن لے کر طلوع ہوا۔ تاریخ عالم کے سیاہ ترین ابواب میں ایک اور اضافہ ہوا۔ بھارتی حکومت نے مقبوضہ جموں و کشمیر کی خصوصی حیثیت والی آئینی شق 370 اور 35-اے کو بیک جنبش قلم ختم کر دیا اور مقبوضہ وادی کو بھارتی آئین کے تحت دی گئی خصوصی حیثیت، علیحدہ پرچم اور اپنے قوانین بنانے کا حق یکا یک چھین کر ایک کروڑ پچیس لاکھ نفوس پر مشتمل پوری وادی کو عملاً ایک جیل میں بدل دیا۔ 35-اے کے مطابق مقبوضہ کشمیر میں زمین اور دوسری غیر منقولہ جائیداد خریدنے، سرکاری نوکریوں، وظائف، ریاستی اسمبلی کے لیے ووٹ ڈالنے اور دوسری مراعات کا قانونی حق صرف اس کے مستقل باشندوں کو حاصل تھا۔ آرٹیکل 370 کے تحت بھارتی حکومت دفاع، خارجہ امور اور مواصلات کے علاوہ دیگر اہم معاملات پر قانون سازی کے لیے کشمیر کی قانون ساز اسمبلی کی مرہون منت تھی۔ اس آرٹیکل کے خاتمے سے اب بھارت کے ہندوؤں کو کشمیر میں جائیداد خریدنے کی اجازت دے دی گئی۔ گویا یہ ہو بہو وہی ماڈل ہے جو فلسطین پر قبضہ کرنے کے لیے صہیونیوں نے اپنایا تھا اور ہندو کشمیر کو ہتھیانے کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ یہود اور ہنود کے اسی گٹھ جوڑ کو قرآن پاک میں ساڑھے چودہ سو سال قبل یوں بیان کر دیا گیا:
”تم لازماً پاؤ گے اہل ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور اُن کو جو مشرک ہیں۔“ (المائدہ: 82)

فرید اللہ مروت

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 304 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 39800 سے زائد، جن میں بچے: 16400،
عورتیں: 12300 (تقریباً)۔ زخمی: 91500 سے زائد

اس شمارے میں

سپریم کورٹ کا متنازعہ فیصلہ...... ایک لمحۂ فکریہ

غیر شادی شدہ افراد کی بڑھتی تعداد اور حل
اور قادیانی مسئلہ پر سپریم کورٹ کا فیصلہ

IPPs سے معاہدے اور دو سیاسی خاندان

بجلی کے بلوں میں اضافے کا سبب
IMF یا IPPs

دورۂ وحشت نے آلیا

غزہ کے تباہ حال ہسپتال اور
عالم اسلام کی بے حسی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مشرکین مکہ کی کٹ حجتی

سُورۃُ الْقَصَص | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | آیت:48

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۫ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾

آیت:۴۸ ﴿فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ﴾ ”لیکن جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آ گیا تو کہنے لگے کہ ان (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کو وہی کچھ کیوں نہیں دیا گیا جو موسیٰ ؑ کو دیا گیا تھا؟“

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا اور ید بیضا جیسے معجزے دیے گئے تھے‘ انہیں تورات تختیوں پر لکھی ہوئی ملی تھی۔ اب اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی واقعی اللہ کے رسول ہیں تو انہیں ایسے معجزات کیوں نہیں دیے گئے؟

﴿اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ﴾ ”تو جو کچھ پہلے موسیٰ ؑ کو دیا گیا تھا کیا لوگوں نے اس کے ساتھ کفر نہیں کیا تھا؟“

تو کیا موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو دیکھ کر فرعون اور اس کی قوم کے لوگ ایمان لے آئے تھے؟ کیا وہ لوگ معجزات دیکھ لینے کے باوجود انکار کر کے عذاب کے مستحق نہیں ہوئے تھے؟

﴿قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۫﴾ ”انہوں نے کہا کہ یہ تو دو جادو ہیں‘ ایک دوسرے کے مددگار۔“

اس فقرے کے بارے میں ایک رائے تو یہ ہے کہ یہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کے بارے میں فرعون اور اُس کی قوم کے لوگوں کا قول نقل ہوا ہے کہ یہ دونوں بھائی مجسّم جادو ہیں جنہوں نے ہمارے خلاف گٹھ جوڑ کر رکھا ہے اور دونوں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ لیکن ایک دوسری رائے کے مطابق یہ قرآن اور تورات کے بارے میں اہل مکہ کا تبصرہ ہے‘ کہ یہ دونوں دراصل جادو کی کتابیں ہیں جو ایک دوسری کی تائید کر رہی ہیں۔ تورات میں قرآن اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں پیشین گوئیاں ہیں جبکہ قرآن موسیٰ اور تورات کی تائید کر رہا ہے۔

﴿وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾﴾ ”اور انہوں نے کہا کہ ہم تو دونوں کا انکار کرتے ہیں۔“

درس حدیث

دوزخ کی آگ کا عذاب

عَنْ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : ((اِنَّ مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَ مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى حُجْزَتِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى تَرْقُوَتِهٖ)) (مسند احمد)

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(دوزخ کی) آگ (قیامت کے دن) بعض لوگوں کے ٹخنے پکڑ لے گی۔ اور کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کے گھٹنوں تک پہنچ جائے گی۔ بعض بدنصیبوں کی کمر بھی اس کے شعلوں کی لپیٹ میں آ جائے گی اور بعض لوگ ہنسلی تک آگ میں غرق ہوں گے“۔

تشریح: اس حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ اہل دوزخ میں کسی کو سخت عذاب ہوگا اور کسی کو کم اس کا انحصار دنیا میں ان کے اعمال پر ہوگا۔ جو دنیا میں جس درجہ کا بدعقیدہ اور بدعمل رہا ہوگا اس کو اسی درجہ کا عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کی توفیق دے اور برے اعمال سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھے اور جنت الفردوس میں داخل فرمائے۔ آمین!

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
کیم تا 7 صفر المظفر 1446ھ — جلد 33
6 تا 12 اگست 2024ء — شمارہ 30
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: خورشید انجم
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چونگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mall:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ
خورشید انجم

سپریم کورٹ کا متنازعہ فیصلہ...... ایک لمحۂ فکریہ

سپریم کورٹ کی طرف سے مبارک ثانی (قادیانی) کیس میں نظر ثانی درخواست مسترد ہونے کے بعد ملک کی مختلف مذہبی جماعتوں کی طرف سے ردِعمل دیکھنے میں آرہا ہے اور مختلف جماعتوں کے مشترکہ پلیٹ فارم ملی یکجہتی کونسل کا ہنگامی اجلاس بھی 25 جولائی کو اسلام آباد میں طلب کیا گیا۔ اگلے دن علمائے کرام کا اسی موضوع پر خطبات جمعہ دینے کا فیصلہ رہا اور جمعہ کے بعد مختلف مذہبی جماعتوں نے احتجاج بھی کیا۔ یاد رہے کہ مذہبی جماعتوں کی جانب سے سپریم کورٹ کے 6 فروری 2024ء کے فیصلے میں نظر ثانی کے لیے درخواست جمع کروائی گئی تھی جس کو مسترد کرتے ہوئے سپریم کورٹ نے سابقہ فیصلے کو برقرار رکھا۔ فیصلے کی تفصیلات میں جانے سے پہلے بہتر ہوگا کہ مبارک ثانی کیس کی کچھ تفصیل بیان کردی جائے۔

مبارک ثانی نامی قادیانی 2019ء میں بدنام زمانہ کتاب کو تقسیم کرتے ہوئے پکڑا گیا تھا جس کو قادیانی تفسیر صغیر کا نام دیتے ہیں اور اس میں قرآن مجید کے تحریف شدہ ترجمہ کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کے گمراہ عقائد پر مبنی تفسیر کی گئی ہے۔ اس کتاب پر 2016ء میں حکومت پنجاب نے پابندی عائد کردی تھی۔ پھر 2019ء میں بھی اس کے خلاف ہائی کورٹ میں ایک پٹیشن دائر ہوئی اور اس پر جسٹس شجاعت علی خان نے بڑا واضح فیصلہ دیا تھا کہ کوئی غیر مسلم قرآن مجید کا ترجمہ شائع کر سکتا ہے اور نہ ہی قرآن کا کوئی حصہ شائع کرسکتا ہے۔ اس کے باوجود بھی قادیانی باز نہیں آئے۔ دو دن بعد ہی انہوں نے چناب نگر (جسے قادیانی ربوہ کہتے ہیں) میں پروگرام کیا اور وہاں اس کتاب کو دوبارہ تقسیم کیا گیا۔ اس پر ان کے خلاف ایف آئی آر درج کروانے کی کوشش کی گئی لیکن حکام بالا کی طرف سے اس میں رکاوٹ ڈالی گئی۔ یہاں تک کہ 6 دسمبر 2022ء میں جا کر پنجاب کے شہر چنیوٹ کے تھانہ چناب نگر میں مبارک ثانی سمیت پانچ افراد کے خلاف مقدمہ درج ہوا۔ مدعی کے مطابق ممنوعہ تفسیر کی تقسیم کا یہ عمل تعزیراتِ پاکستان کی دفعات 295بی، 298سی اور قرآن ایکٹ کی خلاف ورزی ہے۔

FIA کی فرانزک رپورٹ کے مطابق یہ متنازع تفسیر جہاں جہاں تقسیم ہوئی اور جہاں جہاں اپ لوڈ ہوئی اس کا ذمہ دار مبارک ثانی تھا۔ ایف آئی آر کے باوجود ملزم کو گرفتار کرنے میں ایک سال لگ گیا اور 7 جنوری 2023ء میں جا کر یہ گرفتاری ہوئی۔ اس کی گرفتاری کے بعد ایڈیشنل سیشن جج نے کیس کی سماعت کی اور 10 جون 2023ء کو ملزم کی ضمانت خارج کردی۔ اس کے بعد کیس لاہور ہائی کورٹ میں گیا اور 27 نومبر 2023ء کو لاہور ہائی کورٹ نے بھی ملزم کی ضمانت خارج کردی۔ معاملہ سپریم کورٹ پہنچا تو اعلیٰ عدالت نے 6 فروری 2024ء کو فیصلہ سناتے ہوئے نہ صرف مبارک ثانی کو پانچ ہزار روپے کے مچلکوں کے عوض فوراً ضمانت پر رہا کرنے کا حکم جاری کردیا بلکہ اُس کے خلاف مقدمہ ہی سرے سے ختم کردیا۔ پھر یہ کہ بعض آیاتِ قرآن سے غلط استدلال کرتے ہوئے گویا قادیانیت کے لیے چور دروازہ کھولنے کی کوشش کی گئی۔ یہ فیصلہ اس قدر جلد بازی میں کیا گیا کہ مدعی کے وکیل کا موقف سننے کی بھی زحمت گوارا نہ کی گئی۔ سرکاری وکیل نے کہا مجھے ایک دن کی مہلت دی جائے تا کہ میں تیاری کرسکوں لیکن چیف جسٹس کی سربراہی میں دو رکنی بنچ نے ان کو بھی جھڑک دیا اور صرف قادیانی وکیل کے دلائل سننے کے بعد فیصلہ دے دیا۔

6 فروری 2024ء کے اس غیر منصفانہ فیصلہ کے خلاف مسلمانانِ پاکستان میں تشویش کی لہر دوڑ گئی اور تمام دینی و مذہبی جماعتوں، مذہبی حلقوں اور اہل علم و دانش نے اس فیصلہ کو مسترد کرتے ہوئے نظر ثانی کا تقاضا کیا۔ دینی جماعتوں کی جانب سے باقاعدہ نظر ثانی کے لیے درخواست دی گئی اور یہ موقف اختیار کیا گیا کہ عدالت نے FIR یا فرد جرم میں شامل دفعات کو رائٹ آف اور سٹرائیک آف کرتے ہوئے فیصلہ دیا ہے۔ FIR میں پنجاب ہولی قرآن پرنٹنگ اینڈ ریکارڈنگ ایکٹ 2011ء کی دفعات 7 اور 9 کا بھی حوالہ دیا گیا تھا اور فرد جرم میں آرٹیکل 295بی اور 298سی کا بھی حوالہ دیا گیا تھا لیکن عدالت عظمیٰ کے دو رکنی بنچ نے ان تمام دفعات کو نظر انداز کرتے ہوئے فیصلہ دیا ہے۔ نیز درخواست میں کہا گیا تھا کہ

فیصلے کے دوسرے حصے میں چیف جسٹس نے آئین کے آرٹیکل 20اور 22 کی جو تشریح کی، اس میں بھی سقم موجود ہیں۔ ان آرٹیکلز میں مذہبی آزادی کے حوالے سے جو بات کی گئی ہے وہ قادیانیوں کے لیے نہیں ہے۔ تیسری بات درخواست میں یہ بھی شامل کی گئی تھی کہ چیف جسٹس صاحب نے جو قرآنی آیات کا حوالہ دیا وہ موقع ومحل کے مطابق نہیں تھا۔ ان تمام حوالوں سے فیصلے کا جائزہ لینے کے بعد مذہبی اور دینی حلقوں نے چیف جسٹس کو غلطی کا احساس دلایا۔ اس کے بعد سپریم کورٹ نے تمام مکاتبِ فکر کے 10 بڑے اداروں سے آراء مانگیں۔ قرآن اکیڈمی لاہور سمیت 6 اداروں نے متفقہ مؤقف پر مبنی رائٹ اپ جمع کروایا۔ اس کے بعد دوبارہ سماعت شروع ہوئی اور 24 جولائی 2024ء کو سپریم کورٹ کے تین رکنی بنچ نے نظرثانی کی درخواست کو مسترد کرتے ہوئے ملزم کی ضمانت برقرار رکھنے کا فیصلہ سنایا ہے جس پر دینی حلقوں میں ایک بار پھر اضطراب پھیل رہا ہے اور یہ کہا جا رہا ہے کہ فیصلہ آئینی اور قانونی تقاضوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے دیا گیا ہے۔

متنازعہ فیصلے میں ایک بار پھر وہی موقف اختیار کیا گیا ہے کہ مذہبی آزادی کا بنیادی حق آئین، قانون اور امنِ عامہ سے مشروط ہے۔ حالانکہ آئین کے آرٹیکل 20اور 22 کے مطابق مذہبی آزادی تو ان کے لیے ہے جو قانون، آئین اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کو مانیں۔ قادیانی تو پہلی شق پر ہی عمل نہیں کرتے، وہ اس قانون کو سرے سے ہی نہیں مانتے جس میں ان کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔ آئین کے آرٹیکل 260 کی شق 3A میں مسلم کی تعریف بھی موجود ہے اور 3B میں قادیانی کی تعریف بھی موجود ہے۔ لیکن قادیانی خود کو اقلیت نہیں مانتے بلکہ وہ مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر دھوکا دے رہے ہیں۔ لہٰذا مذہبی آزادی کے حوالے سے جو قانون ہے، وہ ان پر لاگو نہیں ہوتا اور نہ ہی مذہبی آزادی والے آرٹیکل میں ان کا ذکر ہے۔

عدالتی فیصلے کے مطابق سپریم کورٹ کے سامنے اس کیس میں دو سوالات تھے جن میں پہلا تو ملزم کی جانب سے ضمانت بعد از گرفتاری کی درخواست تھی۔ دوسرا معاملہ فردِ جرم سے مختلف جرائم کو حذف کرنے کی درخواست تھی۔ پہلے سوال کے جواب کے طور پر عدالت نے لکھا کہ آئین پاکستان کا آرٹیکل 12 واضح ہے کہ کسی کو بھی کسی ایسے جرم کی سزا نہیں دی جاسکتی جسے کرتے وقت وہ کام کسی قانون کے تحت جرم کی تعریف میں نہ ہو۔ سپریم کورٹ نے فیصلے میں لکھا کہ چونکہ تفسیرِ صغیر 2019 میں تقسیم کرنا جرم نہیں تھا، اس لیے پنجاب اشاعت قرآن قانون کے تحت ملزم کے خلاف فردِ جرم عائد نہیں کی جاسکتی تھی۔ حالانکہ چیف جسٹس صاحب کو معلوم ہوگا کہ قرآن ایکٹ 2011ء میں بنا ہے اور اس میں اس کی سزا 3 سال اور جرمانہ 20 ہزار روپے تھا۔ 2021ء میں اس قانون میں معمولی سی ترمیم کر کے سزا بڑھائی گئی اور جرمانہ ایک لاکھ روپے کر دیا گیا اور پھر قرآن بورڈ گورنمنٹ کا ادارہ ہے وہ کہتا ہے کہ جب تک آپ رجسٹریشن نہ کروائیں آپ قرآن کا کوئی بھی نسخہ یا تفسیر شائع نہیں کر سکتے۔ غیر مسلم کو تو بالکل بھی اجازت نہیں ہے۔ پاکستان کے آئین کے مطابق قادیانی غیر مسلم ہے اس کو کس طرح اجازت دی جاسکتی ہے؟

سپریم کورٹ نے ملزم کے خلاف دیگر دو الزامات یعنی توہینِ قرآن اور خود کو مسلمان ظاہر کرنا کے حوالے سے فیصلے میں کہا کہ ملزم کے خلاف نہ تو ایف آئی آر اور نہ ہی پولیس کے چالان میں ان الزامات کے حوالے سے کوئی بات ہے۔ اس وجہ سے عدالت نے دونوں دفعات فردِ جرم سے حذف کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ حالانکہ FIR میں پنجاب ہولی قرآن پرنٹنگ اینڈ ریکارڈنگ ایکٹ 2011ء کا حوالہ دیا گیا تھا جس کی دفعہ 7 میں بڑی تفصیل کے ساتھ درج ہے کہ قرآن مجید کے جو مسلّمہ تراجم اور تفاسیر ہیں ان سے ہٹ کر کوئی شخص بھی تحریف شدہ ترجمہ، تفسیر یا قرآن کا کوئی حصہ شائع کرے گا تو اس ایکٹ کی دفعہ 9 کے تحت اس کو باقاعدہ سزا ہوگی۔ پھر یہ کہ فردِ جرم میں 295بی اور 298 سی کو بھی شامل کیا گیا تھا۔ 295بی کے مطابق اگر کوئی شخص جان بوجھ کر قرآن مجید کے کسی حصہ یا ترجمہ میں تحریف کرتا ہے اور اس کو شائع کرتا ہے تو اس کی سزا تین سال سے لے کر تاحیات قید ہوسکتی ہے۔ اسی طرح 298 سی کے مطابق قادیانی، احمدیا لاہوری گروپ خود کو مسلمان نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی اسلامی شعائر کو اپنا سکتے ہیں، نہ اپنی عبادتگاہوں کو مسجد کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی کتابوں کو قرآن کہہ سکتے ہیں۔ وہ اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتا اور نہ ملعون مرزا قادیانی کو صلی اللہ علیہ وسلم کہہ سکتا ہے۔ لیکن قادیانی یہ سب گستاخیاں کرتے ہیں۔ وہ تو ملعون مرزا قادیانی کی بیوی کو ام المومنین کہتے ہیں، اس کے دوستوں کو صحابہ کہتے ہیں، اس کی عبادت گاہ کو مسجد کہتے ہیں۔ اس کی باتوں کو حدیث کہتے ہیں، اس کی خرافات کو نعوذ باللہ قرآن کہتے ہیں۔ مرزا قادیانی ملعون نے اپنی کتاب میں یہ گستاخانہ بات بھی کی ہے کہ ہم نے قرآن مجید کو قادیان کے قریب نازل کیا۔ اسی طرح قادیانیوں کو قرآن کی تفسیر کرنے کا بھی حق حاصل نہیں ہے تو پھر قادیانیوں کو عدالت مذکورہ تفسیر شائع اور تقسیم کرنے کی اجازت کس طرح دے سکتی ہے؟

فیصلے میں کہا گیا ہے کہ فوجداری مقدمات میں مقدمہ بروقت دائر کرنا اہمیت کا متقاضی ہوتا ہے۔ لیکن اس کیس میں 2019ء کے الزام کی بابت ایف آئی آر 2022ء کے آخر میں درج کرنا سمجھ سے بالاتر ہے۔ حالانکہ ایف آئی آر وقوعہ کے فوراً بعد درج کروانے کی کوشش کی گئی تھی لیکن درج نہیں کی گئی اور 2022ء میں جا کر درج کی گئی اور ملزم کو اس کے بھی ایک سال بعد گرفتار کیا گیا۔ اس میں مدعی کا تو قصور نہ ہوا۔

سب سے خطرناک بات یہ کہ نظرثانی درخواست کے اس فیصلہ میں سپریم کورٹ نے قادیانیوں (جنہیں نہ جانے کیوں فیصلہ میں ہر مقام پر احمدی لکھا گیا ہے) کو مذہبی آزادی اور گھر کی خلوت کے نام پر اپنے گھروں، عبادت گاہوں اور نجی اداروں کے اندر تحریف قرآن اور توہین رسالت ﷺ کی اجازت دے دی ہے۔ قادیانیت درحقیقت محض انکارِ ختم نبوت نہیں بلکہ قرآن کی لفظی اور معنوی تحریف، تکفیر اہل اسلام، توہین رسالت ﷺ اور صحابہ کرام، امہات المومنین اور اہل بیت ؓ کی اہانت کا نام ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس فیصلے کا سب سے زیادہ نقصان یہی ہے کہ اپنے عقائد کے حامل کفار کو اپنا تکفیری لٹریچر چھاپنے، تقسیم کرنے، پڑھانے، بطور نصاب متعین کرنے میں قانونی جواز فراہم کر دیا گیا ہے۔ پاکستان اسلام کے نام پر قائم کیا گیا تھا اور نظریۂ اسلام کا عملی نفاذ ہی اس کا مستقبل ہے۔ مقاصد شریعت میں شرط اول حفاظت دین ہے۔ دین کی حفاظت کا محور کتاب اللہ اور ناموس رسالت مآب ﷺ ہیں۔ اگر مذہبی آزادی کے دلفریب نعرہ کے نام پر تحریف قرآن اور اہانت رسول ﷺ کی گھر اور گراؤنڈ کی خلوت میں اجازت دی گئی تو شریعت اسلامیہ کے تمام مقاصد ہی فوت ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام صاحبان حل وعقد اور فیصلہ کی مسند پر بیٹھے تمام افراد کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

غیر شادی شدہ افراد کی بڑھتی تعداد اور حل
اور
قادیانی مسئلہ پر سپریم کورٹ کا فیصلہ

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ڈیفنس کراچی میں امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 26 جولائی 2024ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد

آج کے خطاب جمعہ میں تین حوالوں سے ذکر مقصود ہے۔

(1) غیر شادی شدہ افراد کی بڑھتی تعداد کا مسئلہ

گزشتہ کئی دنوں سے ہمارے ملکی اخبارات میں کچھ اعداد وشمار شائع ہو رہے ہیں جن کے مطابق پاکستان میں اس وقت غیر شادی شدہ افراد کی تعداد کروڑوں میں ہے۔ کچھ رپورٹس کے مطابق ڈھائی کروڑ سے زائد لڑکے اور لڑکیاں ایسے ہیں جن کی عمریں 35 کے قریب ہیں مگر ان کی شادی نہیں ہو پا رہی۔

اسلام دین فطرت ہے۔ رب کائنات نے ہمیں پیدا کیا اور اسی نے ہمارا دین بھی بنایا۔ وہ فرماتا ہے: ﴿اَلَا یَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ ؕ﴾ ''کیا وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے؟'' (الملک:14)

اس رب نے ہمارے اندر کچھ جذبات رکھے ہیں۔ اگر ان کا استعمال صحیح رُخ پر یعنی دین فطرت کے مطابق کیا جائے تو اس کے کردار وعمل پر بھی، زندگیوں پر بھی اور معاشرے پر بھی اچھے اثرات پڑیں گے اور اگر ان کا استعمال غلط رُخ پر یعنی دین فطرت کے خلاف کیا جائے تو اس سے کردار وعمل، زندگیوں اور معاشرے میں بگاڑ اور فساد پیدا ہوگا۔ ایک چھوٹی سی مثال ہے۔ انسان کو غصہ آتا ہے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ کو بھی غصہ آتا تھا مگر وہاں جہاں اللہ کا حکم ٹوٹتا تھا۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب اللہ کا حکم ٹوٹتا تھا تو سب سے بڑھ کر غصہ رسول اللہ ﷺ کو آتا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان قرآن یوں بیان کرتا ہے: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ﴾ ''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر بہت بھاری اور آپس میں بہت رحم دل ہیں'' (الفتح:29)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بندوں میں ایک فطری جذبہ رکھا ہے جو خواہش نفس سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر اس جذبے کو دین فطرت کے تقاضوں کے مطابق استعمال کیا جائے، یعنی اللہ تعالیٰ نے جو نکاح کا راستہ عطا فرمایا ہے اس کے ذریعے اس جذبے کو پورا کیا جائے تو اس سے انسانی زندگیوں، کردار وعمل اور انسانی معاشروں پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ گھر بنیں گے، خواتین کو تحفظ ملے گا، نسل بڑھے گی، چادر اور چاردیواری کا تقدس ہوگا۔ نکاح کی ضرورت صرف خواہش نفس کو پورا کرنے کے لیے نہیں ہوتی بلکہ اس کے دیگر مقاصد بھی ہوتے ہیں۔ جب بندہ 60 سال کی عمر تک پہنچتا ہے تو اس کو مدد اور سہارے کی ضرورت ہوتی ہے، آرام وسکون کی ضرورت ہوتی ہے، غم خواری کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر نکاح ہوگا، گھر آباد ہوگا، اولاد ہوگی، بیوی ہوگی تو وہ اس عمر میں سہارا بنیں گے۔

مرتب: ابو ابراهیم

دوسری طرف اسی خواہش نفس کو اگر دین فطرت کے تقاضوں سے ہٹ کر استعمال کیا جائے گا، نکاح کی مخالفت کی جائے گی تو زنا کے نتیجے میں معاشرے گندگی کا ڈھیر بن جائیں گے۔ انسانی زندگیوں اور کردار وعمل میں بگاڑ اور فساد پیدا ہوگا، گھر کا تصور، خاندان کا نظام ختم ہو جائے گا، اولاد کی نعمت، ایک دوسرے کا سہارا بننے اور ایک دوسرے کی غم خواری سے انسان محروم ہو جائیں گے اور آخری عمر کو جب پہنچیں گے تو بے سہارا اور تنہائی کا شکار ہو کر اولڈ ہاؤسز میں سڑیں گے۔ کوئی پوچھنے والا تک نہ ہوگا۔

اسی طرح نکاح ہوگا تو عورت کو بھی تحفظ ملے گا، چادر اور چاردیواری کا تقدس ہوگا، عورت کو کمانے کے لیے در بدر کی ٹھوکریں نہیں کھانا پڑیں گی بلکہ اپنے گھر میں باعزت طور پر زندگی گزارنے کا موقع میسر آئے گا۔ نکاح کی صورت میں وہ جس کی بیوی ہوگی تو وہ خیال رکھے گا، بعد میں ماں بنے گی تو اولاد کی محبت حاصل ہوگی، ماں کو جو رُتبہ اور عزت اسلام نے دیا ہے وہ حاصل ہوگا۔

اس وقت اخبارات کی رپورٹس ہیں کہ ہمارے معاشرے میں کروڑوں جوان لڑکے اور لڑکیاں ہیں جن کی شادی نہیں ہو رہی۔ یہ انتہائی تشویشناک صورتحال ہے۔ غیر نکاحی زندگی غیر فطری زندگی ہے جبکہ نکاح ایک فطری تقاضا ہے۔ اگر حلال سے پورا نہیں ہوگا تو لامحالہ شیطان حرام کی طرف لے کر جائے گا۔ صحیح مسلم شریف میں حدیث ہے کہ جو بُری نگاہ سے غیر محرم کو دیکھے تو وہ آنکھ کا زنا ہے، جو فحش اور بے حیائی پر مبنی بات سنے، غیر محرم کی گفتگو بری نیت سے سنے تو وہ کان کا زنا ہے، جو فحش کلام کرے یا غیر محرم سے بری نیت سے کوئی کلام کرے تو وہ زبان کا زنا ہے، بری نیت سے دل میں کسی غیر محرم کا خیال لائے تو یہ دل کا زنا ہے، بری نیت سے غیر محرم کو چھوا تو وہ ہاتھ کا زنا ہے، بری نیت سے چل کر غیر محرم کی طرف گئے تو وہ پاؤں کا زنا ہے۔ پھر وہ زنا جس پر شرعی حد جاری ہوتی ہے اس کے علاوہ ہے۔ اگرچہ ہمارے ملک میں سزاؤں میں رکاوٹ ڈالی جاتی ہے لیکن آخرت کی سزا سے کوئی بچ نہیں سکے گا۔ آج اسمارٹ فون کے ذریعے کیا کچھ نہیں ہوتا اور انٹرنیٹ پر کیا کچھ مواد نہیں ہے۔ ایک طرف بے نکاحی زندگی اور دوسری طرف شیطان کے یہ سب حملے اور ان شیطانی حملوں کے لیے سارا ماحول بھی فراہم کیا جا رہا ہے تو کون ہے جو ان شیطانی حملوں سے بچ سکتا ہے مگر جس کو اللہ بچانا چاہے۔ مگر صورتحال یہ ہے کہ زندگیاں تباہ ہو رہی ہیں۔

رپورٹس کے مطابق 1 کروڑ سے زائد تعداد ایسی لڑکیوں کی ہے جو 35 سے اوپر ہو چکی ہیں مگر ابھی تک ان کی شادی نہیں ہوئی۔ پوچھا جائے کہ ابھی تک نکاح کیوں نہیں کیا تو جواب ملے گا: بس تعلیم مکمل ہو

جائے، جاب مل جائے، کیریئر سیٹ ہو جائے تا کہ انڈیپنڈنٹ ہو جائیں۔ انڈیپنڈنٹ ہونے کے بعد دماغ خراب ہے کسی عورت کا کہ وہ نکاح کرے؟ پھر بڑے دور کے سہانے خواب کہ دس پندرہ کروڑ کا بنگلہ، 5 کروڑ کی گاڑی، 2 کروڑ کا سونا اور زیور ہونا چاہیے۔ لڑکا چاند سے اُترا ہوا ہونا چاہیے۔ ان حسین خوابوں کے ساتھ عمریں نکلی جا رہی ہیں۔ بالوں میں سفیدی آجاتی ہے لیکن نکاح کے لیے تیار نہیں ہیں۔ نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ جوانیاں لٹ رہی ہیں، گھر برباد ہو رہے ہیں، خودکشیاں اور قتل ہو رہے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا: اے نوجوانو! تم میں سے جو استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کیونکہ یہ نکاح نگاہوں کو نیچا رکھتا ہے اور شرم گاہوں کی حفاظت کرتا ہے۔ خود اللہ کے رسول ﷺ کا پہلا نکاح 25 سال کی عمر میں ایک بیوہ خاتون سے ہوا تھا۔ اسی طرح صحابہ کرام ؓ کی زندگیاں دیکھیں بالغ ہونے کے بعد فوراً نکاح کو ترجیح دی جاتی تھی۔

فطری جذبات کو کچلا نہیں جا سکتا۔ خدارا! اس بات پر ہم توجہ کریں۔ ہمارے استاد ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے باقاعدہ اس حوالے سے ایک تحریک چلائی کہ نکاح کو آسان کیا جائے تا کہ معاشرے میں اس کو فروغ ملے۔ انہوں نے باقاعدہ خطبہ نکاح کو رواج دیا تا کہ اس موقع پر لوگوں کی تذکیر ہو سکے۔ ہمارے بعض علماء بھی کوشش کرتے ہیں کہ جب نکاح کے خطبے کا بیان ہو تو بتایا جائے کہ نکاح کی کیا اہمیت ہے اور اسلام میں نکاح کا معاملہ کتنا آسان ہے جس کو ہم نے جہالت کی وجہ سے مشکل بنا لیا ہے۔

نکاح میں تاخیر کی وجہ سے اگر جوان اولاد کسی گناہ میں مبتلا ہو گی تو اس کا وبال والدین پر بھی آئے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ماں باپ بھی اس وجہ سے پکڑ میں آئیں گے۔ رسول ﷺ کی ایک اور حدیث کا مفہوم ہے کہ لوگ نکاح کرتے وقت خوبصورتی کو دیکھتے ہیں یا مال کو اور خاندان کو یا دینداری کو۔ تم دینداری کو ترجیح دو۔ آخرت میں نجات ایمان کی بنیاد پر ہوگی، مال پیسے، خاندان اور شکل وصورت کی بنیاد پر نہیں۔ اگر آخرت پیش نظر ہو تو دنیا بھی بہتر ہو جائے گی۔ سنت کے مطابق مسجد میں نکاح کو ترجیح دی جائے اور اس کا اعلان کیا جائے۔ منگنی وغیرہ کا کوئی تصور اسلام میں نہیں ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ مسجد میں نکاح پڑھاتے تھے اور اس موقع پر لڑکے والوں کو صرف چھوہارے تقسیم کرنے کی اجازت تھی۔ لڑکی والے لڑکی لاتے تھے اور وہاں سے لڑکا دلہن کو گھر لے جاتا تھا۔ بارات کا کوئی تصور اسلام میں نہیں ہے۔ لڑکا یا لڑکی کو شرعی تعلیم دینا والدین پر واجب ہے۔ ڈگریوں کے چکروں میں پڑ کر زندگیاں خراب کرنا اور شادی کے موقع پر غیر شرعی رسومات کے لیے کروڑوں خرچ کرنا درست نہیں ہے۔ البتہ سادہ نکاح کے بعد ولیمہ کرنا اور اس میں بھی سادگی کا خیال رکھنا اسلام کے قریب تر ہے۔ البتہ لڑکی والوں کا کوئی خرچ نہ ہو اس بات کا خیال رکھا جائے۔ لڑکی والوں سے جہیز کی ڈیمانڈ کرنا کہ گاڑی بھی چاہیے، کپڑے بھی چاہئیں، پیسہ بھی چاہیے، لڑکی والوں کے گھر بارات لے کر جانا اور وہاں کھانا بھی کھانا وغیرہ، ان چیزوں کا اسلام میں کوئی تصور نہیں ہے۔ بلکہ دین نے کفالت کی ذمہ داری مرد پر عائد کی ہے کہ عورت کے تمام تر اخراجات وہ پورے کرے۔ اولاد کی کفالت کی ذمہ داری بھی والد پر ہے۔ آج لوگوں کے پاس بجلی کا بل دینے کے لیے پیسے نہیں ہیں، لڑکی کا باپ بے چارا اتنا جہیز کہاں سے لا کر دے گا؟ آخر کار مرنا ہے اور اللہ کو جواب دینا ہے۔ اصل ٹھکانہ تو آخرت ہے، اگر آخرت کی بھلائی مطلوب و مقصود ہو تو انسان دنیا میں تھوڑے پر بھی صبر کر لیتا ہے۔ یہ لمبے چوڑے خرچوں کے جو ہم نے بہانے بنا رکھے ہیں اور جو بڑے بڑے حسین خواب پال رکھے ہیں اس کے نتیجہ میں زندگیاں خراب ہو رہی ہیں، معاشرے تباہ ہو رہے ہیں۔ اس موضوع پر ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا کتابچہ

پریس ریلیز 31 جولائی 2024ء

اسماعیل ہنیہ کی شہادت پوری اُمت مسلمہ کے لیے بڑا بھاری نقصان ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

شجاع الدین شیخ

اسماعیل ہنیہ کی شہادت پوری اُمت مسلمہ کے لیے بہت بڑا نقصان ہے انا للہ وانا الیہ راجعون! یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ 8 اکتوبر 2023ء کو فلسطینی مسلمانوں کے خلاف شروع کی گئی بدترین اسرائیلی درندگی میں جہاں عام مسلمانوں کو بڑے پیمانے پر شہید کیا جا چکا ہے وہیں ناجائز صہیونی ریاست دہشت گردی کا کھلم کھلا ارتکاب کرتے ہوئے دیگر مسلمان ممالک میں تحریکِ مزاحمت حماس کی قیادت اور رہنماؤں کی ٹارگٹ کلنگ بھی کر رہی ہے۔ گزشتہ تقریباً ساڑھے نو ماہ کے دوران حماس کے رہنما اسماعیل ہنیہ کے خاندان کے 60 افراد کو شہید کر دیا گیا تھا جن میں اُن کی ہمشیرہ، 3 بچے اور 5 پوتے اور پوتیاں بھی شامل تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسماعیل ہنیہ نے ہزاروں فلسطینی مسلمانوں کی طرح جامِ شہادت نوش کر کے اُخروی کامیابی حاصل کر لی ہے اور غزہ کے مجاہدین کا خون تحریک مزاحمت کو نئی قوت اور طاقت بخشے گا۔ ان شاء اللہ! اُنہوں نے سوال اُٹھایا کہ جب اسرائیل کی جانب سے حماس کی اعلیٰ قیادت کی ٹارگٹ کلنگ کی دھمکی سب کے علم میں تھی تو حماس کے سربراہ اسماعیل ہنیہ کی ایرانی صدر کی تقریب حلف برداری میں شرکت کے موقع پر فول پروف سیکیورٹی کا انتظام کیوں نہیں کیا گیا؟ اُنہوں نے مطالبہ کیا کہ سیکیورٹی کی اس بدترین ناکامی کی مکمل اور شفاف تحقیقات کروائی جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل بدترین دہشت گردی پر اُتر آیا ہے اور جنگ کا دائرہ بڑھا کر پوری دنیا کا امن تباہ کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اب لازم ہو چکا ہے کہ مسلمان ممالک متحد ہو کر بڑھتی ہوئی اسرائیلی درندگی کو روکنے اور فلسطینی عوام و مسجدِ اقصیٰ کی حفاظت کے لیے عملی اقدامات اُٹھائیں تا کہ دنیا میں مزید ذلت و رسوائی سے بھی بچا جا سکے اور آخرت میں اللہ کے ہاں مجرم قرار پانے سے بھی محفوظ رہیں۔ اللہ تعالیٰ اسماعیل ہنیہ اور غزہ کے تمام شہداء کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور شہید اسماعیل ہنیہ کی صلبی اور معنوی اولاد کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

''ایک اصلاحی تحریک مع خطبۂ نکاح'' بہت ہی مفید ہے۔ قارئین سے گزارش ہے کہ اس کو منگوا کر خود بھی پڑھیں اور اپنے اعزہ و اقرباء کو بھی پڑھائیں۔ اللہ ہمیں توفیق دے کہ نکاح کے عمل کو ہم آسان کریں۔ آمین!

(2) مبارک ثانی کیس کا فیصلہ

2019ء میں قادیانیوں کے کالج میں ایک کتاب تقسیم کی گئی جس کو وہ تفسیر صغیر کہتے ہیں۔ اس میں ختم نبوت کا انکار کیا گیا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات کا مذاق بھی اُڑایا گیا تھا، اسلامی شعائر کا انکار اور اپنے غلط عقائد کا پرچار بھی کیا گیا تھا۔ اس کے خلاف عدالت میں کیس کیا گیا اور 6 فروری 2024ء کو سپریم کورٹ نے مبارک ثانی نامی قادیانی کو بری کر دیا جو اس جرم میں ملوث تھا۔ اس پر پوری قوم کے علماء نے متفقہ طور پر توجہ دلائی تھی کہ آپ کے فیصلے میں یہ سقم ہے۔ اس کے بعد چیف جسٹس صاحب نے قرآن اکیڈمی لاہور سمیت دس اداروں سے آراء طلب کیں اور کہا کہ فیصلے میں اگر کوئی غلطی ہوگی تو اس کا ازالہ کیا جائے گا۔ اس کے بعد ہمارے ادارے سمیت چھ اداروں نے ایک متفقہ رائٹ اپ سپریم کورٹ میں جمع کروایا۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی اپنا رائٹ اپ دیا۔ اس کے بعد پھر سماعت ہوئی اور 24 جولائی کو سپریم کورٹ نے صرف ایک نوٹ لگا کر پہلے فیصلے کو ہی برقرار رکھا۔ کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ اس کے خلاف دینی حلقے ایک بار پھر سراپا احتجاج ہیں کیونکہ کوئی بے شک بے عمل مسلمان ہی کیوں نہ ہو لیکن ختم نبوت پر کسی صورت سمجھوتہ نہیں کر سکتا کیونکہ یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔

اب اگلے لائحہ عمل کے طور پر ایک تو قانونی پہلوؤں کو دیکھنا چاہیے کہ کس طرح اس فیصلے کا تعاقب کیا جا سکتا اور دوسرا یہ کہ علماء اور دینی جماعتوں کی آپس میں مشاورت ضروری ہے تاکہ کوئی مشترکہ لائحہ عمل تیار ہو سکے۔ مفتی تقی عثمانی صاحب کا ایک بیان سوشل میڈیا پر کافی عرصہ سے عام ہو رہا ہے کہ ہمارے حکمرانوں کو انگریز کے دور سے یہ عادت پڑ گئی ہے کہ جو جتنا تگڑا جوتا لے کر آئے گا اس کی بات مانیں گے۔ آج ہمارے حکمران اور ججز ایک بار پھر عوام کو مجبور کر رہے ہیں کہ کوئی ممتاز قادری پیدا ہو۔ ایک رات پہلے امریکہ سے دس کروڑ ڈالرز کی امداد آتی ہے اور صبح یہ فیصلہ سپریم کورٹ سے آ جاتا ہے۔ چیف جسٹس صاحب فرماتے تھے کہ آئین کے خلاف جو کچھ بھی ہوگا ہم اس کو اڑا کر رکھ دیں گے۔ ملک کا پورا سودی نظام آئین کے خلاف ہے، عدالتوں کے فیصلے بھی سود کے خلاف آ چکے ہیں تو آپ کب اس نظام کو اُڑائیں گے؟ ابھی تک آپ نے شریعت اپیلٹ بینچ نہیں بنایا۔ کیا اللہ کا دین ہی اس کھلواڑ کے لیے رہ گیا ہے؟ محمد رسول اللہ ﷺ کی ناموس کے ساتھ ہی فیصلوں نے کھیلنا ہے؟ 400 گستاخوں کے کیس عدالتوں میں موجود ہیں لیکن ان کی سماعت ہی نہیں ہو رہی۔ اگر آپ کچھ نہیں کر سکتے، آپ بے بس ہیں تو پھر ہمارے اس منبر کا ہم سے تقاضا ہے کہ ہم آواز بلند کریں۔

ہمارے آئین میں 1974ء سے واضح ہے کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔ یہ بھی طے ہے کہ قادیانی عوامی مقامات پر اپنا لٹریچر تقسیم نہیں کر سکتے۔ 1984ء کے امتناع قادیانیت ایکٹ میں یہ بھی لکھا ہے کہ قادیانی اسلامی شعائر اور اصطلاحات کو بھی استعمال نہیں کر سکتے۔ جس کتاب کو انہوں نے تفسیر صغیر کے نام سے تقسیم کیا اس قانون کی رو سے وہ اسے تفسیر نہیں کہہ سکتے لیکن فیصلہ میں یہ بات لکھ دی گئی کہ قادیانی اپنے گھر میں کتاب تقسیم کر سکتے ہیں۔ حالانکہ کتاب کالج میں تقسیم ہوئی اور اس میں اہانت آمیز اور خلاف اسلام مواد موجود ہے۔ ہم عدالت سے پوچھتے ہیں کہ کوئی شخص گھر میں بیٹھ کر جرم کرتا ہے تو کیا وہ جرم نہیں ہے؟ فیصلہ میں لکھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ تو رحمت للعالمین ہیں۔ بے شک آپ ﷺ رحمت للعالمین ہیں لیکن کیا فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے حکم نہیں دیا تھا کہ گستاخ رسول چاہے خانہ کعبہ کے غلاف میں بھی لپٹا ہوا ہو تو تب بھی اس کو قتل کر دو۔ کیا کعب بن اشرف، ابن خطل اور اس کی لونڈیوں کو قتل نہیں کیا گیا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے سب کو معاف کیا لیکن گستاخ رسول کو معاف نہیں کیا۔

ہیومن رائٹس کے چیمپین بھی کھڑے ہو رہے ہیں کہ اقلیتوں کو مذہبی آزادی نہیں ہے۔ حالانکہ حکومت مندر اور گردوارے بنانے کے لیے غیر مسلموں کو پیسے دے رہی ہے، چرچ بنانے کے لیے پیسے دے رہی ہے۔ جبکہ دوسری طرف مدارس کی رجسٹریشن بھی نہیں کرتی، مساجد کے لیے کوئی پیسہ حکومت نہیں دیتی۔ سب آزادی غیر مسلموں کے لیے ہے۔ عیسائی اپنے آپ کو عیسائی کہتا ہے، ہندو اپنے آپ کو ہندو کہتا ہے، سکھ اپنے آپ کو سکھ کہتا ہے، اس پر ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہے کیونکہ عیسائی اپنے چرچ کو مسجد نہیں کہتا، ہندو اپنے مندر کو مسجد نہیں کہتا۔ قادیانیوں کی مخالفت ہم اس لیے کرتے ہیں کہ وہ غیر مسلم ہونے کے باوجود اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہنے پر تلا ہوا ہے۔ وہ مرزا قادیانی کی کتاب کو قرآن کہتے ہیں۔ کیا ہم مسلمان یہ سب قبول کر لیں؟

سپریم کورٹ کے ججز کو بھی اللہ کے سامنے جوابدہ ہونا ہے، ہر بندہ اپنے اندر جھانک کر دیکھ لے وہ کیا کر رہا ہے، آپ نے توہین رسالت، توہین قرآن، توہین صحابہ اور توہین اہل بیت کی گنجائش نکال دی۔ اس کے بعد قادیانی اپنے گھر میں، اپنے کالجز میں یہ سب کریں گے، کیا اس عمل سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ راضی ہوں گے؟

میری علمائے کرام سے گزارش ہے کہ وہ اپنا لائحہ عمل تیار کریں۔ یہ دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، شیعہ، سب کا متفقہ مسئلہ ہے۔ سب اس فتنے کے خلاف متحد ہو کر آواز بلند کریں اور بھرپور تحریک چلائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(3) ملکی حالات اور واقعات

اس وقت ملک جس بُرے طریقے سے گرداب میں پھنس چکا ہے اس کے نتائج ہم سب بھگت رہے ہیں۔ نظر یہ آ رہا ہے کہ کچھ ہمارے ریاستی ادارے بے دریغ طاقت کے استعمال پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ ایک طرف اپوزیشن کے خلاف کیس در کیس اور جبر پر جبر جاری ہے۔ عمران خان سے اختلاف اپنی جگہ مگر انصاف کا حق ہر شہری کو حاصل ہے۔ دوسری طرف خیبر پختونخوا کے لوگ اپنی جگہ پریشان ہیں، وہ اپنے حقوق کی بات کر رہے ہیں، تیسری طرف بلوچستان میں بھی لوگ پریشان ہیں اور اپنے حقوق کی بات کر رہے ہیں۔ بجلی کے بلوں میں بے تحاشا اضافے اور ٹیکسوں کی بھرمار سے عوام الگ پریشان ہے۔ اوپر سے ہمارے حکمران اور طاقتور ادارے طاقت کے استعمال کی باتیں کر رہے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ طاقت کے نشے میں مدہوش لوگوں نے پہلے بھی آدھا ملک کھویا تھا۔ 1971ء میں اس وقت کے جرنیلوں کو سبکی اٹھانا پڑی۔ ایک اور جنرل یعنی مشرف دنیا سے ذلت لے کر گیا، بددعائیں لے کر گیا۔ اس نے بھی امریکہ کی گود میں بیٹھ کر اور طاقت کے نشے میں آ کر یہ ساری چیزیں کیں اور ملک کے اندر انتشار اور افتراق پیدا کیا۔ اب مزید کچھ لوگ ایڈونچر کے موڈ میں ہیں کہ ہم برادر مسلم ملک افغانستان پر پھر آگے بڑھ کر حملہ کریں گے۔ ہمارے حکمرانوں اور مقتدر لوگوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ یہ طاقت کا گھمنڈ اور یہ جبر آخر کار پشیمانی اور ندامت ہی کا باعث بنا کرتا ہے۔ پھر سبکی اٹھانا پڑتی ہے اور معذرتیں پیش کرنا پڑتی ہیں۔ اس سے مسائل حل نہیں ہوا کرتے۔ اس وقت جو ملکی صورتحال ہے اس میں طاقت کا استعمال تباہی کو دعوت دینے کے مترادف ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حکمرانوں اور مقتدرہ کو بھی ہدایت دے اور ہم سب کو بھی ہدایت دے۔ آمین!

ابلیس کی مجلسِ شوریٰ (2)

(گزشتہ سے پیوستہ)

روحانی وجود کے حوالے سے اقبال اپنی فارسی کتاب زبورِعجم میں فرماتے ہیں۔

دم چیست؟ پیام است، شنیدی، نشنیدی!

یعنی یہ سانس ایک پیغام ہے کہ انسان زندہ ہے۔ میرے سامنے ایک شاگرد بیٹھا ہے جو کچھ لکھ رہا ہے۔ مجھ سے اگر کوئی پوچھے کہ یہ زندہ ہے یا مردہ تو میں کہوں گا کہ زندہ ہے۔ پھر اگلا سوال مجھ سے کیا جائے گا کہ زندگی کی بنیاد کیا ہے۔ میں کہوں گا سانس لینا۔ میں سانس کی آواز نہیں سن سکتا اور نہ اسے دیکھ سکتا ہوں البتہ اس کے آثار مجھے نظر آرہے ہیں کہ یہ شاگرد ہاتھ ہلا رہا ہے، کچھ لکھ رہا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کو میں دیکھ نہیں سکتا مگر اللہ تعالیٰ کے آثار اس کائنات میں ہر جگہ دیکھ رہا ہوں۔ سانس زندگی کا پیغام ہے چاہے تم سنو یا نہ سنو۔

درخاکِ تو یک جلوۂ عام است ندیدی!

تمہارا جو خاکی وجود ہے اس کے اندر ایک جلوہ ہے، ایک روشنی ہے اور ایک روحانی وجود ہے۔ وہ وجود تمہیں نظر نہیں آرہا مگر اس بنیاد پر اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ جیسے سانس کو ہم دیکھ اور سن نہیں سکتے مگر اس کا وجود ہے۔ سائنس کہتی ہے کہ زمین کے اندر کشش کی طاقت ہے۔ وہ ہمیں نظر نہیں آتی مگر اس کا ہم انکار نہیں کرسکتے کیونکہ اونچائی سے جو چیز گرتی ہے تو وہ سیدھی زمین کی طرف آتی ہے۔ اسی طرح انسان کے اندر روحانی وجود ہے جس کا ہم انکار نہیں کرسکتے۔

دیدن دگر آموز! شنیدن دگر آموز

اے انسان وہ دوسری طرح کا دیکھنا سیکھو اور وہ دوسری طرح کا سننا سیکھو۔ سانس ہو یا کشش ثقل ہو اس کو ہم اپنی مادی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتے لیکن ان کے وجود سے انکار بھی نہیں کرسکتے۔ اس لیے کہ ان کا وجود ہے لہٰذا اس وجود کو دیکھنے کے لیے ہمیں روحانی آنکھ چاہیے اور سانس کی آواز سننے کے لیے ہمیں روحانی کان چاہئیں۔ اس کی صلاحیت اپنے اندر پیدا کرو۔ یہ بات مولانا روم کہتے ہیں:

گوش خر بفروش و دیگر گوش خر
کین سخن را در نیابد گوش خر

یہ گدھے کے کان ہیں ان کو بیچ ڈالو کیونکہ میں جس روحانی مقام سے بات کر رہا ہوں اس کو گدھے کے کانوں سے سنا نہیں جاسکتا۔ اپنے اندر وہ صلاحیت پیدا کرو کہ تم اپنے روحانی وجود کے کانوں سے سن سکو۔ قرآن میں ہے:

﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَذِکۡرٰی لِمَنۡ کَانَ لَہٗ قَلۡبٌ اَوۡ اَلۡقَی السَّمۡعَ وَ ہُوَ شَہِیۡدٌ ﴿۳۷﴾﴾ ''یقیناً اس میں یاددہانی ہے اُس کے لیے جس کا دل ہو یا جو توجہ سے سنے حاضر ہو کر۔'' (قٓ:37)

قرآن سے نصیحت وہ حاصل کرے گا جس کا روحانی وجود بیدار ہے لیکن جو شخص اندر سے مرچکا ہے وہ قرآن کی آواز نہیں سن سکتا۔ ابوجہل اور ابولہب اندر سے مرچکے تھے، اس لیے وہ قرآن کی آواز نہ سن سکے۔ مولانا روم کے الفاظ ہیں:

لحن داؤدی چناں محبوب بود

حضرت داؤد علیہ السلام جس ترنم اور خوش آوازی کے ساتھ زبور پڑھتے تھے تو پرندے بھی آکر فضا میں رک جاتے تھے۔ قرآن میں ہے:

﴿یٰجِبَالُ اَوِّبِیۡ مَعَہٗ وَ الطَّیۡرَ ۚ﴾ (السبا:10)

''(ہم نے حکم دیا کہ) اے پہاڑو! تم تسبیح کو دہراؤ اس کے ساتھ اور پرندوں کو بھی (یہی حکم دیا تھا)۔''

دوسرے مصرے میں مولانا روم کہتے ہیں:

لیک بر مجوب بانگ چوب بود

مگر وہ شخص جس کے روحانی وجود پر پردہ پڑا ہوا ہے اس کو داؤد علیہ السلام کی آواز ایسی لگے گی جیسے دروازہ کھولنے اور بند کرنے پر چرچراہٹ پیدا ہوتی ہے جو کسی کو بھی پسند نہیں ہوتی۔ مطلب یہ کہ اندر سے اگر آپ حاضر نہیں ہیں تو پھر جو روحانی آواز ہے یا قرآن کی آواز ہے وہ آپ کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی۔ لہٰذا اسی طرح:

از فسونش دیدۂ دل نابصیر
روح از بے آبئ او تشنہ میر

اس تہذیب کے جادو سے دل کی آنکھ اندھی ہوچکی ہے، یہ تہذیب روح کی پرورش نہیں کررہی بلکہ اس نے روحانی وجود کا سرے سے انکار ہی کردیا ہے۔ یہ تہذیب صرف جسمانی وجود کو ہی پال پوس رہی ہے۔ اگر آپ کسی جانور کو ایک کمرے میں بند کردیں اور اس کی دیکھ بھال نہ کریں اور نہ غذا مہیا کریں بلکہ دروازہ ہی نہ کھولیں تو وہ جانور لاغر اور کمزور ہوجائے گا جبکہ دوسرے جانور کو آپ چارا بھی دے رہیں، اس کی دیکھ بھال بھی کر رہے ہیں تو وہ فربہ اور موٹا تازہ ہوجائے گا۔ اسی طرح موجود نظامِ تعلیم میں طلبہ کو صرف ظاہری تعلیم دی جاتی ہے اور روحانی وجود کا اس نظام میں سرے سے ہی انکار ہے تو پھر ہماری نسلوں کا روحانی وجود واقعی ختم ہوجائے گا کیونکہ ان کو احساس ہی نہیں ہوگا کہ ہمارا کوئی روحانی وجود بھی ہے اور اس کی ہم نے دیکھ بھال بھی کرنی ہے، اس کی کوئی غذا بھی ہے۔ اس لیے اقبال چاہتے ہیں کہ اس تہذیب کی زہرناکی سے بچا جائے۔ ابلیس کی مجلس شوریٰ جب ہم پڑھتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ اقبال ہمیں اس حوالے سے کس قدر ہوشیار اور خبردار کر رہے ہیں، اس میں ابلیس کہتا ہے۔

یہ عناصر کا پرانا کھیل یہ دنیائے دوں
ساکنانِ عرشِ اعظم کی تمناؤں کا خوں

موحدین کے نزدیک صرف اللہ کی ذات قدیم اور دائمی ہے باقی ہر چیز بعد میں پیدا ہوئی اور فانی ہے لیکن باطل تہذیب یہ سکھاتی ہے کہ مادہ قدیم ہے، شروع سے ہے اور اسے کوئی فنا نہیں ہے۔ جیسا کہ نیوٹونین فزکس کے دور میں کہا جاتا تھا۔ جبکہ مادے کو قدیم ماننے کا مطلب ہوگا کہ آپ نے اسے خدا مان لیا ہے کیونکہ خدا قدیم ہے۔ مگر ابلیس یہ تصور دے رہا ہے کہ یہ عناصر کا کھیل پرانا ہے (پہلے یہ خیال تھا کہ دنیا میں موجود ساری چیزیں چار عناصر یعنی ہوا، پانی، مٹی اور آگ سے یا ان کی ترکیب باہمی سے وجود میں آئی ہیں۔)، قدیم ہے۔ مادہ کوئی حادثاتی پیداوار نہیں ہے بلکہ شروع سے چلا آرہا ہے اور اس بے حقیقت دنیا کی ہر شے اسی مادے سے بنی ہے۔ (جاری ہے)

❀❀❀

IPPs سے معاہدے اور دو سیاسی خاندان

ایوب بیگ مرزا

پاکستان میں اس طرح کی وارداتیں آپ نے دیکھی، سنی اور پڑھی ہوں گی جن میں ”قاتل مقتول کے جنازے پر سر پیٹ رہا ہے اور بلک بلک کر رو رہا ہے“ موجودہ حکومت میں زرداری اور شریف خاندان پر یہ مثال صد فی صد منطبق ہوتی ہے جب وہ بجلی کے بلوں پر اظہارِ افسوس اور تشویش کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔ ذرا تصور کیجیے کہ آج وطن عزیز کا کیا حشر ہوتا اگر عمران خان نے اپنے دور میں IPPs سے لڑ جھگڑ کر یہ طے نہ کروا لیا ہوتا کہ ڈالر کا ریٹ کتنا ہی کیوں نہ بڑھ جائے IPPs کو -/150 روپے فی ڈالر کے حساب سے ادائیگی کی جائے گی اور اگر ڈالر -/150 روپے سے کم ہوگا تو پھر کم ریٹ پر ادائیگی ہوگی۔ یہ عمران خان کا قوم پر ہرگز احسان نہیں تھا اس لیے کہ لیڈر کہتے ہی اُس کو ہیں جو ہر قدم پر یہ سوچے کہ میری قوم کا فائدہ کس میں ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ ان دو خاندانوں سے پہلے تمام حکمران دودھ کے دھلے تھے۔ راقم یہی بات قارئین کے سامنے رکھنا چاہتا ہے کہ آخر کیا وجہ تھی کہ یہ دو خاندان پاکستان پر مسلط کر دیے گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کا آغاز ماشاء اللہ بہت ہی اچھا تھا۔ قیام پاکستان کے ڈیڑھ سال بعد قراردادِ مقاصد منظور ہوگئی۔ پاکستان کی معیشت فراٹے بھرنے لگی۔ پاکستان کی کرنسی کی پوزیشن اپنے ساتھ آزاد ہونے والے بھارت سے کہیں بہتر تھی۔ پہلے چار سال تو سیاسی استحکام بھی رہا۔ لیکن قائد ملت لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد محلاتی سازشوں نے سیاسی عدم استحکام پیدا کیا۔ راقم کی رائے میں پاکستان کی سلامتی پر پہلا وار تب ہوا جب عدلیہ نے نظریۂ ضرورت کو جنم دیا۔ انسانی تاریخ گواہ ہے کہ عدل کا قتل بالآخر قوموں کے زوال کا باعث بنتا ہے۔ عدل کا زوال کبھی ریاست پر تیشہ بن کر گرتا ہے اور کبھی سلو پوائزنگ (Slow Poisoning) کی صورت اختیار کر کے اُس کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیتا ہے۔ گویا عدل کا فقدان اور ظلم کا عام ہونا کبھی قوموں کی فوری بربادی کا باعث بنتا ہے اور کبھی وہ رینگ رینگ کر موت کی وادی میں اتر جاتی ہیں۔ پاکستان کے معماروں نے اس کی بنیادیں اتنی مضبوط باندھی تھیں کہ سیاسی عدم استحکام آغاز میں، معاشی استحکام پر گہرا زخم نہ لگا سکا۔ بعد ازاں ایوب خان کا مارشلائی دور آ گیا جس سے عارضی سیاسی استحکام نے معاشی استحکام کو سہارا دیے رکھا، لیکن یہ چونکہ عارضی اور مصنوعی سیاسی استحکام تھا لہٰذا ایوب خان کے بعد سب کچھ دھڑام سے گر گیا اور پاکستان کو معاشی لحاظ سے زبردست دھچکا لگا۔ پھر یہ کہ قراردادِ مقاصد کو بھی ایسا دھوبی پٹڑا مارا گیا کہ پاکستان اسلامی ریاست بننے کی بجائے عملی طور پر سیکولر ریاست کی شکل اختیار کر گیا۔ قریباً ربع صدی میں پاکستان اسلامی نظریہ کو منوں مٹی تلے دبا کر عملاً قراردادِ مقاصد سے دستبردار ہو گیا۔ اس منافقت کا نتیجہ یہ نکلا کہ تب 1971ء میں عذابِ الٰہی کا کوڑا پاکستان کی پیٹھ پر پڑا اور پاکستان دولخت ہو گیا اور بقول اندرا گاندھی کے اُس نے نظریۂ پاکستان کو خلیج بنگال میں غرق کر دیا۔ مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا۔ چند دن اہلِ مغربی پاکستان بہت روئے پیٹے، لوگوں کو مال روڈ پر دیواروں سے ٹکریں مارتے دیکھا گیا، لیکن جس طرح جنازے میں شریک لوگ بڑے غمگین نظر آتے ہیں اور دنیا کی بے ثباتی کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں، لیکن دفنانے کے بعد یوں اپنی سرگرمیوں کا آغاز کر دیتے ہیں جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ اسی طرح سقوطِ ڈھاکہ کے کچھ عرصے بعد ہی انفرادی اور اجتماعی زندگی پھر اُسی ڈگر پر رواں دواں ہوگئی اور سچ پوچھیے تو پہلے سے زیادہ رنگین اور مستانہ ہوگئی۔ بلکہ کچھ لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا کہ اچھا ہوا بنگالیوں سے جان چھوٹی، نکمے لوگ تھے، وہاں کے سیلابوں کے متاثرین کا خواہ مخواہ بوجھ مغربی پاکستان پر پڑتا تھا وغیرہ وغیرہ۔ یہ بات الگ ہے کہ آج کا مغربی پاکستان کشکول لیے در بدر ہو رہا ہے اور ”نکمے“ بنگالیوں کا بنگلہ دیش اپنے خزانے میں اربوں ڈالر رکھتا ہے۔

بہر حال جب اہل پاکستان نے اپنی بُرائیوں اور کوتاہیوں پر نہ صرف اصرار کیا بلکہ ہر قسم کی معاشی بدعنوانی، کرپشن اور سیاسی عاقبت نااندیشی میں حد کر دی اور پاکستان میں اسلام کے نفاذ کا معاملہ قصۂ پارینہ بن گیا تو پھر اللہ کے عذاب کا دوسرا کوڑا برسا اور اہل پاکستان پر زرداری اور شریف خاندان بطور عذاب مسلط کر دیے گئے۔

راقم نے جو آغاز میں قاتل کی مقتول کے جنازے پر آہ و بکا کی بات کی ہے وہ اس لیے کہ جس بجلی کے مہنگے ہونے پر زرداری اور شریف خاندان سر پیٹ رہے ہیں اُس کے سب سے بڑے مجرم وہ خود ہیں۔ ان دونوں خاندانوں کے دورِ حکومت میں IPPs کے ساتھ عوام کُش معاہدے ہوئے تھے جن کے بارے میں اب کہا جا رہا ہے کہ اگر بھارت جیسے دشمن کو بھی اجازت دے دی جاتی کہ وہ پاکستان کے IPPs معاہدے کروا دے تو وہ ازلی دشمن بھی پاکستانی عوام سے اتنا بڑا ظلم نہ کرتا۔ زرداری اور شریف خاندان کے علاوہ مشرف کے دور میں بھی یہ ظالمانہ معاہدے ہوئے تھے جو بہر حال نواز شریف کا پسندیدہ اور چنیدہ جرنیل تھا جسے دوسرے سینئر جرنیلوں پر ترجیح دے کر سپہ سالار مقرر کیا گیا تھا لیکن اُسی مشرف نے نواز شریف کو ڈس لیا تھا۔ اخباری اطلاع کے مطابق بجلی کے بل ادا کرنے کے جھگڑے پر بھائی نے بھائی کو اگر قتل کیا اور چھوٹے چھوٹے بچوں سمیت مائیں خودکشی کر رہی ہیں تو ان سب کا خون IPPs سے معاہدے کرنے والوں کے ہی گردن پر ہے اور روز قیامت اس قتل و غارت گری کا اُنہیں جواب دینا ہوگا۔ بجلی بنانے کے نام پر بجلی کے بھاری بلوں کے ذریعے عوام سے رقم وصول کرنے والے 28% اداروں کی مالک شریف فیملی ہے۔ موجودہ وزیراعظم شہباز شریف کے بیٹے سلمان شہباز نے چینوٹ پاور جنریشن کے نام سے پلانٹ لگا رکھا ہے اور عوام کے خون پسینے کی کمائی سے اربوں روپے ہڑپ کر رہے ہیں۔ دوسرے صاحبزادے حمزہ شہباز نے اپنی شوگر مل کے ساتھ بجلی کی پیداوار کا ایک پلانٹ لگایا ہوا ہے جو گنے کی باقیات سے بنتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں لیکن یہ بھی عوام کو سونے کے بھاؤ بیچی جا رہی ہے۔ معروف صنعت کار گوہر اعجاز کے مطابق ان پلانٹس میں پیدا ہونے والی بجلی کی لاگت 30 روپے فی یونٹ آتی ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو گنے کی باقیات سے بننے والی بجلی کہیں سستی

پڑتی ہوگی۔لیکن 1990ء سے ان دونوں خاندانوں کو عوام کا خون ایسے منہ کو لگا ہے کہ چھوٹنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ راقم کو اگرچہ اس بات پر شدید دکھ ہے کہ یہ دو سیاسی خاندان کس طرح عوام کو زندہ درگور کر رہے ہیں لیکن کچھ نہ کچھ، کم سطح پر ہی سہی قصور عوام کا بھی ہے۔ عوام بھی صرف اپنے پیٹ پر لات پڑنے پر چیختی چلاتی ہے۔ عوام کا حال بھی یہ ہے کہ مرغیوں کے ڈربے میں سے جو مرغی ذبح کرنے کے لیے نکالی جاتی ہے وہی چیختی ہے، باقی کہتی ہیں شکر ہے ہم بچ گئیں۔ آج ملک ظلم و ستم کے اندھیروں میں لپٹا ہوا ہے۔ سیاسی ٹارگٹ کلنگ ہوئی، خواتین کی بے حرمتی کی گئی، سیاسی بنیادوں پر لوگوں کے گھروں پر بلڈوزر چلا دیئے گئے۔ سیاسی حریفوں کی صنعتیں تباہ و برباد کر دی گئیں، یہاں تک کہ معصوم بچوں کو قتل کر دینے سے بھی گریز نہیں کیا گیا لہٰذا ان دو خونی خاندانوں کا انجام تو نوشتہ دیوار ہے۔ پس فطرت ان عوام کا خون پینے والوں کو بدترین انجام تک تو پہنچائے ہی گی لیکن عوام نے بھی صرف اس پر اکتفا کیا ”ظلم کا بدلہ ووٹ سے“ ہے۔ لہٰذا صاف نظر آ رہا ہے کہ آنے والے وقت میں گیہوں کے ساتھ گھن بھی بُری طرح پس جائے گا۔

❀❀❀

دعائے مغفرت
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن

☆ تنظیم اسلامی گل گشت ملتان کے ملتزم رفیق و قرآن اکیڈمی بی زیڈ کیمپس کے ناظم تعلیمات جناب فاروق احمد کے برادر نسبتی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت:0321-6310029

☆ تنظیم اسلامی، ملتان شمالی کے بزرگ رفیق جناب راؤ عمر فاروق بیٹی وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت:0301-7532109

☆ حلقہ سرگودھا کی مقامی تنظیم سرگودھا شرقی کے مبتدی رفیق ڈاکٹر محمد شریف کے سسر اور ملتزم رفیق طاہر محمود کے ماموں وفات پا گئے۔
برائے تعزیت:0304-6593851

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

پریس ریلیز 26 جولائی 2024ء

تنظیم اسلامی، مبارک ثانی قادیانی کیس میں سپریم کورٹ کے متنازعہ فیصلہ کو یکسر مسترد کرتی ہے

شجاع الدین شیخ

تنظیم اسلامی، مبارک ثانی قادیانی کیس میں سپریم کورٹ کے متنازعہ فیصلہ کو یکسر مسترد کرتی ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ مملکتِ خداداد پاکستان کی سپریم کورٹ کے تین رکنی بینچ پر لازم تھا کہ وہ تمام حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے اور قرآن اکیڈمی لاہور سمیت متعدد معروف دینی اداروں جن سے سپریم کورٹ نے خود رائے طلب کی تھی اور دیگر ثقہ مذہبی اکابرین اور ممتاز قانون دانوں کی جانب سے دی گئی شرعی اور قانونی رائے اور رہنمائی کی روشنی میں مبارک ثانی قادیانی کیس میں 6 فروری 2024ء کو کیے گئے اپنے فیصلہ میں ہر سہو سے رجوع کرتے ہوئے اُس فیصلہ کو کالعدم قرار دیتی اور مبارک ثانی قادیانی کے جرم پر قانون کے مطابق کارروائی کو جاری رکھنے کا حکم دیا جاتا۔ لیکن انتہائی دکھ اور افسوس کا مقام ہے کہ سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں قرآن و سنت اور 1400 سال کے اجماعِ امت کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ علاوہ ازیں فیصلہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین، امتناعِ قادیانیت آرڈیننس اور فتنہ قادیانیت کی بیخ کنی کے حوالے سے سپریم کورٹ کے ماضی کے فیصلوں کی بھی سراسر خلاف ورزی کی گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ 50 برس قبل 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قانون ساز اسمبلی نے نبوت کے جھوٹے دعوے دار اور اُس کے پیروکاروں کے حوالے سے دینی تعلیمات اور اجماعِ اُمت کے مطابق قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا۔ پھر یہ کہ قادیانیوں کو خود کو مسلمان کہلانے اور شعائرِ اسلام کے استعمال سے روکنے کے لیے 1984ء میں حکومتِ پاکستان نے امتناعِ قادیانیت آرڈیننس جاری کیا تھا جس کی رو سے قادیانی اپنے مذہب کے لیے اسلامی شعائر اور اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے۔ اسی سلسلہ میں تعزیراتِ پاکستان میں دفعات 295بی اور 298بی اور سی کو شامل کیا گیا اور بعد ازاں قرآن پاک میں لفظی اور معنوی تحریف کی روک تھام کے لیے بھی قانون سازی کی گئی۔ انہی قوانین کی خلاف ورزی پر قادیانی مبارک ثانی کے خلاف مقدمہ چل رہا تھا۔ 24 جولائی 2024ء، پاکستان کی عدالتی تاریخ میں ایک سیاہ دن کے طور پر یاد رکھا جائے گا جب اس فیصلہ کے ذریعے بادی النظر میں قادیانیوں کے لیے نہ صرف تحریف شدہ قرآن پاک کی اشاعت کا دروازہ کھول دیا گیا ہے بلکہ مذہبی آزادی کے دلفریب نعرہ کی آڑ میں قادیانیوں کو اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی اہانت کرنے کی بھی کھلی چھٹی دے دی گئی ہے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ عدل اور شعائرِ اسلام کی اس بے توقیری نے مسلمانانِ پاکستان کی بے چینی اور اضطرابی کیفیت میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے غیور مسلمان عقیدہ ختم نبوت پر مستعدی سے پہرا دیتے رہیں گے اور اس اہم ترین دینی ستون کے تحفظ کے لیے ملک بھر کی دینی جماعتیں، علماء کرام اور وکلاء سمیت عوام الناس متحد ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس حوالے سے آئندہ کے متفقہ لائحہ عمل کا جلد اعلان کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ! (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

شعبہ خط و کتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم و مغفور کے مرتب کردہ
”مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب“ پر مبنی
”قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس“ سے استفادہ کیجیے
یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط و کتابت کروایا جا رہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمدللہ! اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط و کتابت کورسز' قرآن اکیڈمی' 36-K، ماڈل ٹاؤن' لاہور
فون: 3-35869501(42-92) E-mail:distancelearning@tanzeem.org

ملک کی معاشی تباہی، مہنگائی، بے روزگاری اور ملک کو مقروض بنانے میں بہت بڑا ہاتھ IPPs کا ہے،
40 خاندانوں کی ہوس نے ملک کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کر دیا ہے: ڈاکٹر فرید احمد پراچہ

عوام میں اضطراب اس حد تک بڑھ چکا ہے کہ خدانخواستہ سری لنکا جیسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں،
اگر ہم نے اپنی اصلاح نہ کی اور حالات پر قابو نہ پایا تو ملکی سلامتی اور بقاء خطرے میں پڑ سکتی ہے: رضاء الحق

بجلی کے بلوں میں اضافے کا سبب IMF یا IPPs کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: بجلی کے بلوں میں روز بروز جو اضافہ ہو رہا ہے اس نے عوام کو کنگال کر دیا ہے اور صحیح معنوں میں سڑکوں پر لا کھڑا کیا ہے۔ جماعت اسلامی نے بھی اسلام آباد میں دھرنے کا آغاز کر دیا ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ بلوں میں اضافے کی وجوہات کیا ہیں اور آئی پی پیز جیسی مہنگی بجلی پیدا کرنے والی کمپنیوں کے معاہدوں کی حقیقت کیا ہے؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: حقیقت تو یہ ہے کہ یہ سارا ظالمانہ نظام عوام کے لیے عذاب بنا ہوا ہے اور لوگ اگر سڑکوں پر نہیں آ رہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس ظالمانہ نظام نے لوگوں کو اس قدر الجھا دیا ہے کہ لوگ دو دو نوکریاں کر رہے ہیں اور اس کے باوجود بھی گھر کے اخراجات، بچوں کی تعلیم کے اخراجات پورے نہیں ہو رہے۔ ورنہ کوئی دن ایسا نہ ہو کہ دھرنا نہ ہو۔ آپ اندازہ کریں کہ ہمارے ہاں سارا سال دریا بہتے ہیں، سارا سال دھوپ چمکتی ہے اور ہوائیں چلتی ہیں۔ دنیا کے کسی ملک کے پاس اتنی سہولتیں نہیں ہیں۔ لیکن ان ظالموں نے نہ تو ڈیم بنائے، نہ سولر ٹیکنالوجی سے کام لیا اور نہ ہی ونڈ پاور کو بجلی کی پیداوار کے لیے استعمال کیا تاکہ عوام کو سستی بجلی مل سکے۔ اس کی بجائے ان ظالموں نے اپنے کمیشن کے لیے، اپنے خاندانوں کی دولت بڑھانے اور بیرون ممالک جائیدادیں بنانے لیے 1994ء میں آئی پی پیز کے ساتھ ملک دشمن معاہدے کیے۔ ایسا لگتا ہے جیسے کسی دشمن نے ہمارے ساتھ معاہدے کیے ہوں۔ کالا باغ ڈیم کی مخالفت کرنے والی سیاسی جماعتیں بھی اس ساری صورتحال کی ذمہ دار ہیں کیونکہ کالا باغ ڈیم ہو یا کوئی بھی ڈیم ہو اس کو بنانے سے اگر ملک کو توانائی ملتی ہے تو کسی کو کیا تکلیف ہے۔ ایک بہانہ بنایا گیا کہ نوشہرہ اور کچھ اضلاع ڈوب جائیں گے۔ حالانکہ واپڈا کے جس چیئرمین نے ڈیم کا ڈیزائن بنایا اس نے بتایا کہ ایسا کوئی خطرہ نہیں ہے،

مرتب: محمد رفیق چودھری

حکومت اس پر توجہ دے لیکن کوئی توجہ نہیں دی گئی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج بجلی 64 روپے فی یونٹ مل رہی ہے اور 64 روپے فی یونٹ میں نہ کوئی گھر چل سکتا ہے، نہ انڈسٹری چل سکتی ہے اور نہ ہی کوئی کاروبار چل سکتا ہے۔ یہاں تک کہ کھیت میں ٹیوب ویل تک نہیں چل سکتے۔ گویا ان چالیس خاندانوں نے ملک کو جام کر کے رکھ دیا ہے جو آئی پی پیز کے ساتھ معاہدات میں ملوث ہیں۔ ان خاندانوں کو ملک اور قوم پر ترس بھی نہیں آتا۔ چنیوٹ پاورز کے نام سے ان میں سے ایک یونٹ سلمان شہباز کا ہے جس نے تین مہینے کے اندر 63 کروڑ روپے قوم سے صرف capacity کی مد میں وصول کیے ہیں۔ یعنی وہ بجلی پیدا نہیں کریں گے تب بھی قوم ان کو پیمنٹ کرنے کی پابند ہوگی۔ یہ کہاں کا انصاف ہے اور دنیا میں کہاں اس طرح کے معاہدے ہوتے ہیں۔ پھر یہ کہ معاہدہ کے تحت قوم نے ان کو ادائیگی بھی صرف ڈالروں میں ہی کرنی ہے۔ حالانکہ وہ رہتے اس ملک میں ہیں اور یہاں سے پیسہ اکٹھا کر کے باہر کے ملکوں میں لے جا کر رکھتے ہیں۔ ان کو ڈالرز میں پیسے دینے کے لیے پھر ہمارے حکمران کشکول لے کر پوری دنیا میں پھرتے ہیں، کبھی آئی ایم ایف سے معاہدے کرتے ہیں، ان کی بدترین شرائط مانتے ہیں جس کے نتیجہ میں بجلی اتنی مہنگی ہوگئی ہے کہ جس کا ایک بلب اور ایک پنکھا ہے وہ بھی اب چیخ رہا ہے۔ لوگ یہاں سے جا کر بنگلہ دیش میں فیکٹریاں لگا رہے ہیں۔ گویا کہ اس ملک کے ساتھ اتنی بڑی دشمنی ہو رہی ہے۔ لہٰذا جماعت اسلامی نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم اس دشمنی کے خلاف ضرور آواز اٹھائیں گے چاہے کوئی بولے یا نہ بولے۔ آپ عوام کو کیوں اتنی کند چھری سے ذبح کر رہے ہیں۔ کیا آپ یہی چاہتے ہیں کہ انقلاب فرانس کی طرح لوگ سڑکوں پہ نکل آئیں۔ جماعت اسلامی اس حوالے سے پُرامن مظاہرہ کرنے جا رہی ہے۔

سوال: کیا آئی پی پیز کے ساتھ معاہدے ہی بجلی کے بلوں میں پے در پے اضافے کی اصل وجہ ہیں یا اس کے علاوہ بھی کوئی وجہ ہے؟

رضاء الحق: اس میں بیرونی طاقتیں بھی یقیناً اثر انداز ہوتی ہیں اور اندرونی طور پہ بھی جسے ہم اشرافیہ کہتے ہیں اس کا ایک بہت اہم رول ہے۔ یہ ساری چیزیں آپس میں جڑی ہوئی ہیں۔ جب نااہل، بدعنوان اور مفاد پرست لوگ اوپر آتے ہیں تو بیرونی قوتوں کے لیے ان کے ذریعے ملکی مفاد کے خلاف کام کروانا آسان ہو جاتا ہے۔ یہ بدنام زمانہ معاہدے 1994ء میں پیپلز پارٹی کے دور میں ہوئے اور پھر مشرف دور میں ان میں تھوڑی ترمیم کی گئی۔ اس وقت 42 آئی پی پیز پاکستان میں کام کر رہی

ہیں۔ ان میں سے 80 فیصد پاکستانیوں کی ملکیت میں ہیں جن میں سے 52 فیصد حکومت جبکہ 28 فیصد صرف چالیس خاندانوں کی ملکیت ہیں۔ ان میں سابق اور موجودہ حکمرانوں کے بڑے بڑے نام بھی شامل ہیں۔ جن شرائط کے تحت یہ معاہدے کیے گئے ایسا لگتا ہے وہ شرائط کسی دشمن نے ہم پر مسلط کردی ہیں۔ جیسا کہ ان کمپنیز کو قوم نے صرف ڈالرز میں ہی ادائیگی کرنی ہے۔ پھر یہ کہ اگر حکومت معاہدہ پورا نہیں کرے گی تو اسے عالمی عدالت میں جا کر بھاری ہرجانہ بھرنا پڑے گا۔ اسی طرح یہ شرط بھی رکھی گئی کہ جتنی بجلی پیدا کرنے کی ان اداروں میں capacity ہوگی اس کے حساب سے قوم انہیں ادائیگی کرے چاہے وہ اتنی بجلی پیدا کر رہے ہوں یا نہ کر رہے ہوں یا چاہے اتنی ڈیمانڈ ہو یا نہ ہو۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ ملک میں بجلی کی ڈیمانڈ کئی سالوں سے صرف 13 ہزار میگاواٹ ہے کیونکہ 30 سے 40 فیصد انڈسٹری ملک میں بند ہو چکی ہے۔ عام صارفین اور تاجر بھی کم سے کم بجلی استعمال کر رہے ہیں کیونکہ لوگوں کے پاس بجلی کے بھاری بل بھرنے کے لیے پیسے ہی نہیں ہیں۔ جبکہ یہ بدنام زمانہ کمپنیاں 46 ہزار میگاواٹ کے حساب سے قوم سے پیسہ لے رہی ہیں۔

گوہر اعجاز صاحب نے جو تفصیلات بتائی ہیں ان کے مطابق جنوری تا مارچ 2024ء تک ان آئی پی پیز کی طرف سے بجلی کی سپلائی صفر رہی ہے لیکن اس کے باوجود ان تین ماہ میں انہوں نے قوم سے 10 ارب روپے ماہانہ وصول کیے ہیں۔ یہ کمپنیاں 100 فیصد کپیسٹی کے مطابق قوم سے پیسہ لے رہی ہیں جبکہ بجلی اوسطاً صرف 25 فیصد پیدا کر رہی ہیں۔ ان میں سے 4 کمپنیاں تو ایسی ہیں جو سرے سے بجلی پیدا کر ہی نہیں رہیں لیکن اس کے باوجود قوم سے رقم 100 فیصد کپیسٹی کے حساب سے لے رہی ہیں۔ یہ مہنگائی اور معاشی بدحالی کی اہم وجوہات ہیں۔ افغانستان میں اس وقت فی یونٹ 15 روپے کے حساب سے بجلی مل رہی ہے، بنگلہ دیش میں 20 روپے میں مل رہی ہے۔ جبکہ پاکستان میں 64 روپے فی یونٹ بجلی مل رہی ہے جس کی وجہ سے یہاں انڈسٹری بھی بند ہوگئی ہے اور انڈسٹری بند ہونے کی وجہ سے ایکسپورٹ بھی ختم ہوگئی ہے، ملک دیوالیہ ہونے کے قریب ہے۔ پھر یہ کہ ہمارے ہاں بجلی کی ترسیل کا نظام ایسا ہے کہ 50 فیصد سے زائد بجلی ضائع ہوجاتی ہے۔

سوال: ایک طرف عوام مہنگائی کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں بلکہ کنگال ہو چکے ہیں بجلی کے بل ادا کرنے کے لیے ان کو قرضے لینے پڑ رہے ہیں، گھر کی چیزیں بیچنی پڑ رہی ہیں اور دوسری طرف صورتحال یہ ہے کہ وہ اشرافیہ جو پہلے ہی اس نظام سے فائدہ اُٹھا رہی تھی موجودہ صورتحال میں پہلے سے بھی زیادہ فائدہ اٹھا رہی ہے۔ آپ کیا کہیں گے؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: آپ اندازہ کریں کہ جس غریب ملک کا نظام قرضوں پر چل رہا ہے اس کی صرف وفاقی حکومت کے پاس 90 ہزار گاڑیاں ہیں جن میں سے کچھ ایسی بھی ہیں جو ایک لٹر پٹرول یا ڈیزل میں صرف 3 کلومیٹر چلتی ہیں اور ان 90 ہزار گاڑیوں کی خریداری، مرمت، پٹرول، ڈرائیور سمیت ہر چیز کا خرچہ غریب عوام اُٹھا رہے ہیں۔ پھر اس اشرافیہ کو بجلی، گیس اور ہر چیز مفت مل رہی ہے اور اس کا خرچہ بھی غریب عوام اُٹھا رہے ہیں۔

> **اشرافیہ کو بجلی، گیس، گاڑیاں، ڈرائیور، ڈیزل، پٹرول سمیت ہر چیز مفت مل رہی ہے اور اس کا خرچہ بھی غریب عوام اُٹھا رہے ہیں**

ایک جج صاحب نے یہاں تک لکھا کہ میں نے چونکہ اب سولر لگوا لیا ہے، اس لیے دو ہزار یونٹ بجلی جو مجھے پہلے مفت مل رہی تھی اب اس کے بدلے میں مجھے پیمنٹ کی جائے۔ ان ظالموں کو کوئی ترس نہیں آتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آئی پی پیز جیسے ملک دشمن معاہدے کرنے والوں کے خلاف آرٹیکل 6 کے تحت قوم سے غداری کا مقدمہ درج ہونا چاہیے۔ جب ہمارے پاس اتنی ٹرانسمیشن نہیں ہے تو آپ ایسے معاہدے کیوں کر رہے ہیں؟ کیوں قوم کے اربوں روپے capacity کی مد میں ان کو دے رہے ہیں؟ اور جو لے رہے ہیں وہ وہی چالیس خاندان ہیں جن کی اپنی ملیں ہیں اور اگر مہنگائی ہو رہی ہے تو اس کا فائدہ بھی انہیں کو پہنچ رہا ہے۔ یہ ایک لوٹ مار مچائی ہوئی ہے۔ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اس کے بعد افسر شاہی کے شاہانہ اخراجات آپ دیکھیں، دنیا کے کسی ملک میں اتنے نہیں ہیں جتنے یہاں ہیں۔ ان کے محلات اور جائیدادیں بن رہی ہیں۔ گورنر ہاؤس میں صرف ایک آدمی کے لیے اتنے ملازمین رکھے ہوئے ہیں کہ ان کے لیے گورنر ہاؤس میں پوری کالونی بنی ہوتی ہے اور ان کے بچوں کے لیے وہاں پرائمری سکول ہوتا ہے۔ پھر آپ دیکھئے کہ سینیٹ کے چیئرمین نے بل منظور کروایا کہ سینیٹ کا چیئرمین چاہے ریٹائر ہوجائے اس کے بعد بھی اس کے لیے سرکاری ملازمین، گارڈز، گاڑیاں اور بیرونی ممالک کے لیے ٹکٹ فری ہوگا۔ مطلب یہاں لوٹ مار لگی ہوئی ہے، ان ظالموں کو تو آخرت کا بھی خوف نہیں ہے لیکن کم ازکم اتنا تو ان کو سمجھ لینا چاہیے کہ جب بھوکی رعایا اشرافیہ کے ایوانوں پر یلغار کرتی ہے تو پھر لوگ چوراہوں پر عدالتیں لگاتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اب ہم ان معاہدوں سے نکل نہیں سکتے۔ کم ازکم وہ چالیس خاندان خود تو اللہ کا خوف کرلیں جو حکومتوں میں بھی ہیں۔ یہ اشرافیہ جو قوم سے بجلی، گیس، پٹرول سمیت تمام تر مراعات اپنے شاہانہ اخراجات کے لیے مفت لے رہی ہے اس کو تو یہ ختم کر سکتے ہیں یا نہیں؟ یہ تو ان کے اختیار میں ہے۔

سوال: عوام میں اس وقت اشتعال اور اضطراب بڑھ رہا ہے، جماعت اسلامی بھی دھرنا دینے جا رہی ہے، اس احتجاج میں اگر کوئی بڑی سیاسی جماعت بھی شامل ہوگئی تو پھر کیا پاکستان کے حالات خونی انقلاب کی طرف نہیں بڑھیں گے؟

رضاء الحق: انتہائی تشویشناک صورتحال ہے۔ یہاں ایک اور مافیا بھی جنم لے رہا ہے جو بڑے بڑے سولر پلانٹ لگا کر بجلی گرڈ کو فروخت کرتا ہے اور عام آدمی وہی بجلی مہنگے داموں خریدتا ہے کیونکہ عام آدمی کے پاس اتنے پیسے نہیں ہوتے کہ وہ بھی بڑے پلانٹ لگا کر بجلی گرڈ کو بیچ سکے۔ لہٰذا یہاں ایک اور طبقاتی خلیج پیدا ہو رہی ہے۔ امریکہ میں 1980ء کی دہائی میں اس خلیج کو روکنے کے لیے قانون بنایا گیا تھا کہ عام آدمی کو بھی بجلی اسی قیمت میں ملے گی جتنی ایک بڑے سرمایہ دار کو۔ یہاں بھی یہ قانون بننا چاہیے۔ جہاں تک عوام کے اشتعال اور اضطراب کی بات ہے تو لوگ اس حد کو پہنچ چکے ہیں کہ کہیں سری لنکا جیسے حالات پیدا نہ ہو جائیں۔ سری لنکا کے بعد کینیا میں بھی بغاوت پھوٹ پڑی ہے۔ یہ بات اب لوگوں کی سمجھ میں آ چکی ہے کہ اشرافیہ لوٹ مار کر رہی ہے۔ صرف 52 ارب روپے انویسٹ کر کے چند خاندان آئی پی پیز کے ذریعے 472 ارب روپے کما چکے ہیں۔ عدالتی انتشار اپنی جگہ عدم استحکام پیدا کر رہا ہے اور پھر دہشت گردی بھی بڑھ رہی ہے اور اس کو کنٹرول کرنے کے لیے ہمارے مقتدر ادارے

جو طریقہ اپنانے جا رہے ہیں اس سے مزید بدامنی پھیل سکتی ہے۔ ان حالات میں مقتدر لوگوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ آئی پی پیز میں فوجی فاؤنڈیشن سمیت پانچ فوجی اداروں کا شامل ہونا بھی ایک المیہ ہے۔ ایسی بہت ساری چیزیں ہیں، اگر ہم نے ان پر قابو نہیں پایا اور ملک کو اپنا گھر سمجھ کر نہیں چلایا، صرف ذاتی اور گروہی مفاد کے پیچھے لگے رہے تو ملکی سلامتی اور بقا خطرے میں پڑ سکتی ہے۔

سوال: چیمبر آف کامرس کی فیڈریشن نے بھی اعلان کیا ہے کہ وہ آئی پی پیز کے معاہدات کو عدالت میں چیلنج کریں گے۔ کیا اب ان معاہدوں سے نکلنا ممکن ہے؟ اسی طرح بین الاقوامی سطح پر خارجہ پالیسی کے تحت جو معاشی معاہدات ہیں کیا ان پر بھی نظر ثانی کر کے صورتحال میں بہتری نہیں لائی جا سکتی؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: آئی پی پیز کے معاہدات کو عدالت میں بالکل چیلنج ہونا چاہیے۔ یہ تو جماعت اسلامی کا بھی مطالبہ ہے۔ ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ ان معاہدات کا فرانزک آڈٹ بھی ہونا چاہیے کیونکہ جو اس میں ملوث ہیں انہوں نے قوم کو دھوکہ دے کر اربوں روپے قوم کے چرائے ہیں، کپیسٹی کے نام پر قوم کا پیسہ لوٹا ہے۔ یہی لوگ حکومتوں میں ہیں اور بین الاقوامی سطح پر بھی ایسے معاہدات کرتے ہیں جس سے ان کو تو فائدہ ہوتا ہے لیکن ملک اور قوم خسارے میں جاتے ہیں۔ ان سب چیزوں کو عدالت میں جانا چاہیے۔ اسمبلیوں میں بیٹھے ہوئے عام ممبران کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ جو بل پاس کروایا جا رہا ہے اس کی حقیقت کیا ہے۔ میں جب اسمبلی ممبر تھا تو ایک حکومتی پارٹی کے وزیر اپنے ایم این ایز کو سمجھا رہے تھے کہ جہاں میں ہاتھ اُٹھاؤں تو آپ نے ہاں کہنی ہے اور جہاں میں ہاتھ ایسے کروں تو آپ نے نہ کہنی ہے۔ یہ حال اسمبلی ممبران کا ہے۔ انہیں پتا ہی نہیں چلتا ہے کہ جو بین الاقوامی معاہدہ ہو رہا ہے اس کی نوعیت کیا ہے۔ چین نے پوری دنیا میں جو معاہدے کیے ہیں ان میں شرح سود بہت کم رکھی ہے جبکہ پاکستان کے ساتھ جو معاہدے ہوئے ہیں ان میں چار اور پانچ پرسنٹ تک سود رکھا ہوا ہے اور سودی قرضہ تو ویسے ہی لعنت ہے۔ یہ چیزیں قوم کے سامنے بھی نہیں لائی جاتیں لیکن اب وقت آ گیا ہے کہ قوم یہ سب کچھ جانے کہ اسمبلیوں میں بیٹھے ہمارے نمائندے کیا کیا گل کھلاتے ہیں۔ دنیا بھر میں امیروں پر ٹیکس لگتا ہے اور غریب آدمی کو ریلیف ملتا ہے جبکہ یہاں امیروں، سرمایہ داروں اور اشرافیہ کے اخراجات کا سارا بوجھ بھی غریب آدمی اُٹھاتا ہے اور سب سے زیادہ ٹیکس بھی غریب عوام پر لگا دیا گیا ہے۔ صرف بجلی کے بل میں چودہ قسم کے ٹیکس شامل ہیں۔ ہمارا مطالبہ یہ بھی ہے کہ ان تمام ٹیکسوں کو ختم کیا جائے۔ طاقتور کے لیے تو عدالت اتوار کے دن بھی کھل جاتی ہے لیکن غریب عوام کے لیے عدالتیں بھی انصاف فراہم نہیں کر پاتیں۔ افسر شاہی کے لیے دو دو ہزار یونٹ بجلی مفت ہے اور غریب آدمی کے لیے 201 یونٹ پر بجلی کا بل ڈبل ہو جاتا ہے۔ ان ساری چیزوں کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے لیکن جنہوں نے ٹھیک کرنا ہوتا ہے وہی مجرم ہوتے ہیں اس لیے حالات ٹھیک نہیں ہوتے۔

پاکستان میں بجلی کی کل ڈیمانڈ 13 ہزار میگاواٹ ہے جبکہ 40 خاندان قوم سے 46 ہزار میگاواٹ کے حساب سے رقم لوٹ رہے ہیں۔

سوال: اس وقت پاکستان کو جو معاشی چیلنجز درپیش ہیں، آپ کی نظر میں ان کا حل کیا ہے؟

رضاء الحق: بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس حوالے سے ایک بڑا اہم ڈاکومنٹ تنظیم کی شوریٰ کی مشاورت کے بعد ترتیب دیا تھا کہ پاکستان میں معاشی، سیاسی اور سماجی سطح پر ایسے کون سے اقدامات کرنے والے ہیں جن سے ہمارے پورے نظام اور ریاست کو اسلامائز کیا جا سکتا ہے۔ اس کو موجودہ صورتحال کے تناظر میں اپ ڈیٹ کرنے کے لیے امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ صاحب مشاورت کر رہے ہیں۔ پاکستان اسلامی فلاحی ریاست کے طور پر وجود میں آیا تھا اور قائداعظمؒ نے شروع میں ہی معاشی اصول بھی طے کر دیے تھے۔ بدقسمتی سے اس پر شروع میں تھوڑا عمل ہوا، قرارداد مقاصد بھی پاس ہو گئی لیکن اس کے بعد ہم پٹڑی سے اُتر گئے۔ اسلامی فلاحی ریاست میں عوام کو غذا، رہائش، تعلیم اور صحت کی سہولیات فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے جسے کفالت عامہ کہا جاتا ہے۔ اسلامی ریاست میں زکوٰۃ اور عشر کا باقاعدہ نظام ہوتا ہے۔ اگر یہ نظام آج بھی رائج کر دیا جائے تو غریب عوام کو ریلیف مل سکتا ہے اور ہمیں کسی قرضے کی بھی ضرورت نہیں رہے گی۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور میں اسی نظام کی برکت تھی کہ کوئی زکوٰۃ لینے والا نہیں ملتا تھا۔ پھر یہ کہ سودی نظام کو ختم کرنا بھی ناگزیر ہے۔ وفاقی شرعی عدالت کا اس حوالے سے فیصلہ بھی موجود ہے کہ 2027ء تک ملک کے معاشی نظام کو سود سے پاک کر کے اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھال دیا جائے۔ سودی معیشت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اعلانیہ جنگ ہے۔ جب تک یہ جنگ ہم ختم نہیں کرتے ملک صحیح راستے پر نہیں آ سکتا۔ بیرونی کمپنیوں کے ساتھ اگر معاہدے کرنے ہیں تو وہ اس طرح کے ہونے چاہئیں کہ ہمارے اثاثہ جات ہماری ملکیت میں رہیں اور کچھ عرصہ بعد ان منصوبوں کا کنٹرول بھی ہمارے ہاتھ میں آ جائے۔ پھر یہ کہ جاگیردارانہ نظام کو ختم کر دیا جائے۔ سرمایہ دار اور مزدور کے درمیان جو خلیج بڑھ رہی ہے اس کو بھی کم کیا جائے۔ یہ سارے کام ہوں گے تو ان شاء اللہ ہمارے ملک کے حالات سدھریں گے۔

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: جماعت اسلامی کے منشور میں بھی پورا معاشی، سیاسی اور سماجی چارٹر موجود ہے۔ اس کے علاوہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ ہمیں اس پر focus کرنا چاہیے۔ زرعی پیداوار اور اس سے متعلقہ انڈسٹری کو فروغ دینا چاہیے تاکہ ہم باہر سے چیزیں امپورٹ کرنے کی بجائے ایکسپورٹ کر سکیں۔ ہم اپنے کسانوں کو مراعات دیں۔ ڈیزل، بجلی اور گیس کے معاملے میں کسانوں کو رعایتیں دیں۔ اپنے شاہانہ اخراجات کم کریں، افسر شاہی کو جو مفت بجلی، گیس، پٹرول اور دیگر مراعات دی جا رہی ہیں ان کو ختم کریں۔ حکمرانوں کے پروٹوکولز اور اخراجات میں کمی لائی جائے۔ اتنی مہنگی بجلی کے ساتھ نہ تو انڈسٹری چل سکتی ہے اور نہ ایکسپورٹ بڑھ سکتی ہے۔ سب سے پہلے بجلی کا مسئلہ حل کیا جائے اس کے بعد ہم دنیا کا ایکسپورٹ میں مقابلہ کر سکیں گے۔ چاہے وزیراعظم ہو، صدر ہو، کوئی بھی ہو اس کے صوابدیدی اختیارات ختم کر دیے جائیں۔ ڈیم بنائیں، سولر ٹیکنالوجی کو فروغ دیں، ونڈ پاور کو استعمال کریں اور مہنگی بجلی پیدا کرنے والی کمپنیوں سے جان چھڑائیں۔ اس کے بعد ان شاء اللہ ہمارے حالات بدلنا شروع ہو جائیں گے۔

دورۂ وحشت نے آلیا

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

21ویں صدی کا ورود بڑے دھوم دھڑکے سے ہوا تھا، دجالیت اپنے تمام آلاتِ حرب وضرب، وحشیانہ مظالم بھری بے لگام جنگیں، اخلاقی سطح پر طوفان ہائے بدتمیزی، رقص وسرود، فحاشی و برہنگی، LGBTQ کی غلاظت، حکمرانوں سے لے کر نظام تعلیم تک پر سیاہ گھٹا بن کر اٹھی۔ بدترین اعمال خوبصورت رنگین اصطلاحوں اور اشتہاری دنیا کی گھن گرج میں متعارف ہوئے۔ شیطانیت اپنے ازلی وعدوں کے ساتھ مجسم ہر ہاتھ میں، ہر دیوار پر سیاہ اسکرین پر جگمگاتی موجود۔ ''میں زمین میں ان کے لیے ضرور دل فریبیاں پیدا کروں گا اور ضرور میں ان سب کو بہکاؤں گا سوائے تیرے ان بندوں کے ان میں سے جن کو تو نے اپنے لیے خاص کرلیا۔'' (الحجر:39،40)

اللہ نے بھی اسے کھلی چھٹی دی، جبھی آج ہم وہ سب دیکھنے پر مجبور ہیں جسے رب تعالیٰ کی زمین پر ہوتے دیکھنا ایک عذاب ہے۔ ''بہکا لے جس کو تو بہکا سکتا ہے ان میں سے اپنی دعوت سے۔ اور چڑھالا ان پر اپنے سوار اور پیادے۔ اور شریک بن جا ان کے مال واولاد میں اور وعدے کرتا رہ ان سے۔ اور شیطان کے وعدے سب جھوٹے ہیں۔'' (بنی اسرائیل:64)

ہر مہذب انسان ہی کیا، انسانیت منہ چھپائے پھرتی تھی۔ اخلاقی بحران میں ''می ٹو'' رگیدی گئی خواتین کے احتجاج نے دنیا بھر کے مرد سیلیبریٹیوں کو خواہ اداکاری سے منسلک ہوں یا رؤسا، حکمران سبھی کے مکروہ کردار بے نقاب کردیے۔ حتیٰ کہ امریکا (سپر پاور) کا المیہ یہ ہے کہ ری پبلکن کو صدارتی امیدوار کے لیے ٹرمپ کے سوا کوئی نہ ملا۔ یہ اپنی بحرانی اخلاقیات کے ہاتھوں ''می ٹو'' عورت کو چپ رہنے کی قیمت (Hush Money) دینے کے باوجود مقدمہ میں ڈٹ کر بلیک میل ہوا۔ امریکا نیٹو کی عسکری قوت کا بھرم افغانستان میں حیران کن شکست نے پرزے پرزے کردیا۔ راز ہائے درون خانہ کھلتے گئے۔ مہذب دکھائی دیتے، انسانی حقوق کے دعوے داروں کی گوانتامو، ابوغریب، بگرام کے وحشت اثر ظلم کی کہانیاں سامنے آگئیں، دھیان بٹانے کو دنیا میں LGBTQ کا وہ طوفان برپا کیا کہ پناہ بخدا! مگر پھر انسانی ضمیر نے قے کر دی۔ اتنی بدبودار غلاظت کو ہضم کرنا کس کے بس میں تھا؟ دنیا تھرا اٹھی جب انبیاء کی سرزمین سے طوفان اقصیٰ نے 7 اکتوبر کو تل ابیب کا قصد کیا۔ اس سے پہلے ہی فلسطین کی 5 سالہ ظلم کی داستان امریکا اور دنیا بھر کے اعلیٰ تعلیم یافتہ باشعور طبقے کی توجہ لے چکی تھی۔ 2 تہلکہ خیز خطوط علم و دانش کی دنیا میں بلند پایہ ماہرین تعلیم، مذہبی طبقہ معروف عوامی شخصیات جن کا تعلق مختلف ممالک سے تھا، کے 4593 دستخطوں کے ساتھ حقائق بیان کررہے تھے۔ مشرق وسطیٰ کی سب سے بڑی نام نہاد جمہوریت اسرائیل نے جنگی جرائم کا جو ڈھکا چھپا کھیل مظلوم فلسطینیوں سے 75 سال سے کھیلا، وہ دو خطوط 2 اگست 2023ء اور دسمبر 2023ء میں پوری دنیا کے مکھن کا درجہ رکھنے والے طبقے نے طشت ازبام کردیا۔

دنیا سے حقائق چھپانا اب ممکن نہ تھا، امریکا میں سیاہ فام جارج فلائیڈ کے بہیمانہ قتل کے خلاف اٹھی زبردست تحریک نے پہلے ہی امریکا کی تاریخ کے سیاہ ترین ابواب نوجوان نسل کے سامنے لا رکھے۔ میڈیا، عالمی اسٹیبلشمنٹ کی ملی بھگت کی اب دال گلنی ممکن نہ تھی۔ اسی دوران قطر میں عالمی فٹ بال کے اکٹھ نے پہلی مرتبہ مسلمانوں اور اسلام کا مہذب چہرہ، مساجد، قرآن، خاندانی نظام دیکھا اور جھوٹے مغربی پراپیگنڈے کی قلعی کھلی۔ حقائق 7 اکتوبر کے بعد مزید کھلتے چلے گئے، اسرائیل کا گھناؤنا، ہلاکو چنگیز سے بدتر کردار شہری آبادی، ہسپتال، تعلیمی ادارے معصوم پھول سے بچے خون میں تربتر! دوسری جانب اہل غزہ کا بے مثل صبر وثبات، ایثار، قربانی، ایمان، عقیدہ، فلسفہ شہادت کی عظمت پر پوری دنیا دہل کر رہ گئی۔ اسرائیل کے لیے نفرت اور اہل غزہ سے محبت اور ان کے لیے ہمہ نوع مدد پر کمربستگی دیدنی ہے!

اسرائیل کے خلاف ساری مہمات مغربی نوجوان نسل نے اٹھائیں! امریکا، یورپی یونین، مغربی حکمران اور ان کا میڈیا بے بس ہوگیا۔ اب دنیا نوجوانوں سے مغربی استعماریت اور استحصال کی تاریخ پڑھ رہی ہے۔ استقامت کے مناظر نے اہلِ غزہ کے مشکبار لہو کی خوشبو سے دنیا معطر کر دی ہے۔ ادھر ان جذبوں کی تپش مغربی نوجوانوں کو انقلاب کی نئی راہیں سجھا رہی ہے۔ اپنے حکمرانوں کی تذلیل اور اسرائیل سے نفرت، استحصالی معیشت پر بھی زبردست ضرب پڑ رہی ہے۔ میکڈونلڈ نے اسرائیلی فوجیوں کو مفت کھانا کھلانے پر دنیا بھر میں بائیکاٹ تحریک کے ہاتھوں اربوں ڈالر کا خسارہ اٹھایا۔ صرف مسلم ممالک بشمول ایٹمی پاکستان میکڈونلڈ کو منافع فراہم فرماتے رہے! تفو بر شکم پرستی!

اسلام کے لیے احترام کی فضا ابھری، بڑی تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے حتیٰ کہ ہارورڈ لاء سکول (دنیا کا موقر ترین ادارہ قانون پر) نے سورہ نساء کی آیت 135 کو لائبریری کے دروازے پر آویزاں کیا یہ کہتے ہوئے کہ یہ آیت تاریخ میں انصاف کا بہت بڑا اظہار ہے۔

اس بدلی ہوئی دنیا پر ابلیسی دجالی قوتیں بھنا اٹھیں، انہیں یہ منظر بدلنا تھا۔ دنیا کی اسکرین سے فحش کاری کی جگہ اسرائیل امریکا کی مکروہ تصویر نفرت کے جوار بھاٹے اٹھا رہی تھی، سو پوری ڈھٹائی بے حیائی سے دو اہتمام ہوئے۔ ایک کانگرس کے دونوں ایوانوں سے (غیر سرکاری سطح پر) تسلیم شدہ جنگی مجرم کا خطاب، بھرپور عزت افزائی دے کر ڈنکے کی چوٹ کروایا۔

امریکیوں کو دورۂ وحشت نے آلیا!

مگر اسے زبردست پذیرائی دینے (انسانیت کشی کے انعام میں کھڑے ہوکر تالیاں بجانے) کے باوجود ڈراما قبول نہ ہوا۔ کامیاب نہ تھا، 212 ڈیموکریٹس میں سے 100 اور 51 سینٹ ڈیموکریٹس میں سے 27 نے تقریر سنی یعنی تقریباً آدھی تعداد غیر حاضر رہی۔ سخت ترین تنقیدی پیغامات جاری کرنے والے مزید تھے۔ فلسطینی راشدہ طلیب کفیہ اوڑھے ''جنگی مجرم''، قتل عام کا ذمہ دار کا پلے کارڈ اٹھائے تھی، برنی سینڈرز نے نیتن یاہو کو جنگی مجرم اور جھوٹا قرار دیا، کہا کہ اسرائیلی اسے منصب سے ہٹانا چاہتے ہیں، وہ اپنی انتخابی مہم کے لیے کانگریس آیا ہے۔ نیتن یاہو کی مبنی بر کذب وافترا تقریر نے انسانی تاریخ میں بولے

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(25 تا 31 جولائی 2024ء)

جمعرات 25 جولائی: مرکزی عاملہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔
جمعہ 26 جولائی: تقریر اور خطاب جمعہ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ بعد نماز عصر ایک مسجد میں اپنے کزن کے بیٹے کا نکاح پڑھایا۔
پیر 29 جولائی: مرکزی اسرہ کے ایک خصوصی اسرہ کی آن لائن صدارت کی۔ شعور میڈیا کی دعوت پر ان کے اسٹوڈیو (کراچی) میں podcast ریکارڈ کرایا۔
معمول کی مصروفیات: نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور معمول کے تنظیمی امور انجام دیے۔ قرآنی نصاب کے انگریزی ترجمہ پر مشاورت میں شریک رہے نیز دیگر سرگرمیاں انجام دیں۔ معمول کی کچھ ریکارڈنگ کروائیں۔ معمول کے مطابق گھریلو اسرہ کا اہتمام کیا۔

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۳) ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! جب تم کسی سے مقررہ مدت تک آپس میں قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو' اور تمہارے درمیان کسی کاتب کو عدل کے ساتھ دستاویز لکھنی چاہیے' اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے لکھنا سکھایا ہو اُس کو لکھنے سے انکار نہیں کرنا چاہیے' اور جس شخص پر قرض ہو لکھوانا اُسی کی ذمہ داری ہے اور اُس کو اللہ سے ڈرنا چاہیے' جو اُس کا ربّ ہے اور وہ اس (قرض) سے کچھ کم نہ کرے۔'' (البقرۃ: 282)

------ پھر اس تحریر پر گواہان بھی ضروری ہوں گے ورنہ یہ معتبر نہیں ہو گا۔ اس لیے اسی آیت مبارکہ میں اس طریق کار کو ثبوت بذریعہ گواہی کے لیے بھی درست قرار دیا گیا ہے۔ صاف ظاہر ہے یہ اہتمام ذاتی ضرورت کے لیے حاصل کیے گئے معمولی اور دست بدست اُدھار کے حوالے سے موزوں معلوم نہیں ہوتا بلکہ یہ ان قرضوں کے لیے ہی مناسب ہو گا جو ایک خاص مدت کے لیے ایک معاہدہ کی صورت میں دیے اور لیے جا رہے ہیں' جیسے کاروباری اور تجارتی مقاصد کے لیے دیے اور لیے جانے والے قرضے۔ (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 832 دن گزر چکے!

جانے والے جھوٹ کی سارے ریکارڈ توڑ ڈالے۔ کانگریس میں بول کر امریکا، اسرائیل، گلوبل سرداروں کو ذلت کے گڑھے میں لے جا پھینکا۔ خود امریکی نائب صدر بھی کہہ اٹھی کہ وہ غزہ کی اذیت پر خاموش نہیں رہے گی۔ نیتن یاہو سے ملاقات میں دوٹوک غزہ کی بدحال دگرگوں انسانی صورتحال پر تشویش کا اظہار کیا، ملک بھر میں امریکیوں نے نیتن یاہو یا ترا سے اظہار برأت کیا۔

حتیٰ کہ راجیو گاندھی کی بیٹی معروف بھارتی سیاستدان پریانکا گاندھی بھی برس پڑی۔ 'امریکی کانگریس اور مغربی دنیا کی طرف سے اسرائیل کے بدترین ظلم کی انتہاؤں کو غیر متزلزل حمایت اور پشت پناہی دیتے ہوئے دیکھنا پوری دنیا کے لیے شرمناک ہے۔ دنیا کی ہر حکومت کا فرض ہے کہ پوری قوت سے یہ قتل عام رکوائے۔' نیتن یاہو کی پذیرائی کانگریس میں غزہ کے قتل عام پر جشن منانے کے مترادف سمجھی گئی۔ امریکیوں نے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے نیتن یاہو کی جائے قیام واٹر گریٹ ہوٹل پر دنیا جہان کے کیڑے مکوڑے چھوڑ دیے، سفید سجے مہذب کھانے کے میز پر رنگین بھورے کالے پیلے کریہہ صورت کیڑے مکوڑوں کے ڈھیر تھے، سنگ مرمر کے حسین فرش بھی ایسا ہی منظر پیش کر رہے تھے۔ یہ خراج عقیدت تھا اسفل ترین قاتل کو خود گوروں کی طرف سے۔

دوسرا اہتمام دنیا کا دھیان غزہ سے ہٹا کر بداخلاق پر مبنی تہذیب، فحاشی سے مذہبی تصورات لتھیڑ کر فرانس اولمپکس کی افتتاحی تقریب میں کی گئی۔ یہ وار بھی اوچھا پڑا۔ ناقابل بیان LGBTQ سڑاند کو رنگین، دلفریب بنانے کی کوشش نے غزہ بھلانا چاہا تھا، اس کے لیے توہین رسالت کا بدترین مظاہرہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے لیے بھری اسٹیج پر پیش کیا، عیسائی دنیا بھی چلا اٹھی۔ مغربی بدمعاش ہر سطح پر چھا جانے کی تمنا میں ملعون ترین قرار پائے بلکہ سیرت و کردار کا تضاد مزید واضح ہو گیا۔ فرنچ بشپ کانفرنس میں شدید تحفظات کا اظہار کیا کہ یہ تقریب بدنصیبی سے عیسائیت کا مذاق اڑانے پر مبنی تھی، جس پر ہم گہرے رنج کا اظہار کرتے ہیں۔ مقدس ترین ہستی کی شان میں گستاخی ہم مسلمانوں کے لیے سینے میں بھی خنجر گھونپنے سے کم نہیں، بدکردار ترین یہودی جس نے یہ کرتوت کی دجالیت کا بدترین مکروہ چہرہ ہے۔ ان کا انجام بہت دور تو نہیں!

غزہ کے تباہ حال ہسپتال اور عالمِ اسلام کی بے حسی

تنویر قیصر شاہد

8 جولائی 2024ء کو رُوسی میزائلوں نے یوکرائن کے دارالحکومت (Kyiv) میں واقع بچوں کے ایک ہسپتال (Okhmadyt) پر حملہ کیا تو امریکا سمیت پورا مغربی یورپ تڑپ اُٹھا۔ کہرام مچ گیا کہ مذکورہ ہسپتال میں سات بچوں کو ہلاک کر کے حملہ آور ''وحشی'' رُوس نے وحشت اور درندگی کی نئی مثال قائم کی ہے۔ امریکا اور ناٹو ممالک نے بیک زبان دعوے اور اعلان کیے کہ اب ہم طاقت اور جدید ترین ٹیکنالوجی سے یوکرائن پر رُوسی میزائلوں کو روکیں گے۔

یوکرائنی صدر، ولادیمیر زلنسکی، امریکا اور مغربی یورپ کے اتحادیوں کو قائل اور مائل کر رہے ہیں کہ رُوسی میزائلوں کو نہ صرف روکا جائے بلکہ رُوس کے اُن خفیہ مقامات کو نشانہ بنایا جائے جہاں ہلاکت خیز میزائل ذخیرہ کیے گئے ہیں۔ اقوامِ متحدہ بھی یوکرائن کے چلڈرن ہسپتال پر رُوسی حملے پر باآوازِ بلند چیخ اُٹھا ہے۔

ہر قوم اور ہر ملک کے سبھی بچے معصوم ہوتے ہیں۔ انھیں جنگوں اور تصادموں سے دُور اور محفوظ رکھا جانا چاہیے۔ یوکرائن کے مذکورہ بالا ہسپتال میں نصف درجن بچوں کی ہلاکت ایک نہائت افسوسناک سانحہ ہے۔ ہم سب اس کی مذمت کرتے ہیں۔ حیرت، دکھ اور افسوس کی بات مگر یہ ہے کہ پچھلے 9 ماہ کے دوران ''غزہ'' میں اب تک ظالم اسرائیل فلسطین کے 18 ہزار سے زائد بچے شہید کر چکا ہے، مگر امریکا و مغربی یورپی ممالک اجتماعی طور پر خاموش ہی رہے۔ اسرائیل کے خلاف لب کشائی کی بھی تو منمناتے ہُوئے۔

اسی سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امریکا اور مغربی ممالک کی سوچ جانبدارانہ بھی ہے اور متعصبانہ بھی۔ امریکا اور مغربی ممالک کے حکمرانوں سے کیا گلہ، عالمِ اسلام کے حکمران بھی صہیونی اسرائیل کے ہاتھوں فلسطینی بچوں، خواتین اور جوانوں کے قتلِ عام پر خاموش ہیں۔ بے حسی کی اس سے بڑی مثال شاید ہی کہیں مل سکے۔

غزہ کی حماس انتظامیہ کا کہنا ہے کہ اب تک اسرائیلی حملوں میں 45 ہزار سے زائد فلسطینی شہید کیے جا چکے ہیں۔ اسرائیل کی بمباری پھر بھی رُک نہیں رہی۔ مغربی تحقیقی ذرائع اور عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ ''غزہ'' میں 45 ہزار سے کہیں زیادہ اموات ہو چکی ہیں۔ مثال کے طور پر ایک یورپی تھنک ٹینک اور تحقیقاتی ادارے (The Lancet) نے اپنی تازہ ترین تحقیقاتی و انکشافاتی رپورٹ بعنوان "Counting the dead in Gaza:Difficult but essential" میں بتایا ہے کہ ''غزہ میں اسرائیل کے ہاتھوں ایک لاکھ 45 ہزار فلسطینی قتل کیے جا چکے ہیں۔ اس تعداد میں زیادہ تر وہ لوگ شامل ہیں جو غزہ کے لاکھوں ٹن ملبے کے نیچے دبے پڑے ہیں۔'' یہ اموات بیان کی جانے والی اموات سے تین سے پندرہ گنا زیادہ ہیں۔

عالمِ اسلام کے حکمرانوں کی آنکھیں پھر بھی بھیگ نہیں رہی ہیں۔ ایسی بے حسی بھی ہم نے دیکھنی تھی یا رب! مزید اشکبار بات یہ ہے کہ صہیونی ظالم اسرائیل ''غزہ'' کے بچے کھچے ریفیوجی کیمپوں پر بھی بم اور میزائل پھینک رہا ہے۔ اہلِ غزہ کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں رہی۔ اسرائیلی بموں اور گولیوں سے جو فلسطینی شدید زخمی ہو رہے ہیں، اُن کے علاج معالجے کے لیے بھی کوئی اطمینان بخش بندوبست نہیں بچا۔

غزہ کے سارے ہسپتال اسرائیل تباہ و برباد کر چکا ہے۔ 7 اکتوبر 2023ء سے قبل ''غزہ'' میں 36 ہسپتال تھے۔ ''شفا'' نامی ہسپتال ان میں سب سے بڑا اور جدید ہسپتال تھا۔ اور آج حال یہ ہے کہ ''شفا'' سمیت ان 36 ہسپتالوں میں سے 31 ہسپتال شدید اسرائیلی بمباری میں زمین بوس ہو چکے ہیں۔ ان ہسپتالوں میں کام کرنے والے ڈاکٹرز، نرسز اور پیرامیڈیکل اسٹاف کو بے دردی سے شہید کیا گیا ہے۔ ''غزہ'' کے ہمسایہ مسلمان ممالک بھی زخمی اہلِ غزہ کو قبول کرنے اور انھیں اپنے ہسپتالوں میں داخلہ دینے پر تیار نہیں ہیں۔ 9 جولائی 2024ء کو ممتاز امریکی اخبار، واشنگٹن پوسٹ، نے یہ افسوسناک خبر دی کہ شمالی غزہ کا آخری ہسپتال بھی اسرائیل نے تباہ کر ڈالا ہے۔

ان ایام میں مشہور اور معتبر امریکی جریدے "Foreign Policy" نے ایک اور دلدوز رپورٹ شائع کی ہے۔ یہ رپورٹ نیویارک میں دو بڑے ہسپتالوں سے وابستہ معروف ڈاکٹروں (Annie Sparrow) اور (Kennth Ruth) نے لکھی ہے۔ دونوں ڈاکٹرز بذاتِ خود ''غزہ'' میں دورہ کر کے آئی ہیں۔ ان کی رپورٹ کے مندرجات پڑھیں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ دونوں ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ غزہ میں کوئی ایک ہسپتال بھی اتنا سلامت نہیں رہا کہ جہاں زخمیوں کا مناسب علاج کیا جا سکے۔

رپورٹ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اسرائیلی افواج اور ائیر فورس نے دانستہ اُن تمام سڑکوں کو مکمل طور پر تباہ کر ڈالا ہے جو غزہ کے ہسپتالوں کو جاتی تھیں تا کہ مریض اور زخمی ہسپتالوں تک پہنچائے ہی نہ جا سکیں۔ کیا یہ امریکی اور مغربی حکمرانوں کی مزید بے حسی نہیں ہے کہ ایسے حالات میں جب 26 جولائی 2024ء کو خونخوار اسرائیلی وزیر اعظم، نیتن یاہو، واشنگٹن کا سرکاری دورہ کرتا ہے تو وائٹ ہاؤس میں اُس کا زبردست استقبال کیا جاتا ہے؟ یہ بھیڑیا (Monster) جب امریکی کانگریس سے خطاب کرتا ہے تو ارکانِ کانگریس اُٹھ اُٹھ کر تالیاں بجا کر اُسے خراجِ تحسین (Standing Ovation) پیش کرتے ہیں۔

امریکی صدر، جو بائیڈن، اور سابق امریکی صدر، ڈونلڈ ٹرمپ، اُسے اپنے اپنے گھروں میں ضیافتوں پر مدعو کرتے ہیں۔ یہ مناظر ہم مسلمانوں کے دل توڑ دینے والے ہیں۔ مگر سبھی مسلمان ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے نہیں ہیں۔ کئی دردمند ایسے بھی ہیں جو اسرائیلی و مغربیوں کے شرمناک گٹھ جوڑ کے باوجود اہلِ غزہ کی طبّی امداد کے لیے دن رات ایک کیے ہُوئے ہیں۔ ان میں پاکستان نژاد برطانوی این جی او (المصطفیٰ ویلفیئر ٹرسٹ) سرِفہرست ہے۔ اس عالمی امدادی ادارے کے سربراہ، عبدالرزاق ساجد صاحب، جولائی 2024ء کے وسط میں ایک بار پھر اہلِ غزہ کی میڈیکل امداد کے لیے مصر پہنچے۔

غزہ سے واپس لندن پہنچنے کے بعد عبدالرزاق ساجد نے مجھے بتایا: ''ہم نے ریڈ کریسنٹ قاہرہ اور ریڈ کریسنٹ غزہ کے باہمی تعاون سے جنوبی غزہ اور خان یونس میں 3 عارضی ہسپتال کھڑے کر دیے ہیں۔ ان ہسپتالوں میں روزانہ 5 ہزار اہلِ غزہ کو فوری اور ضروری طبّی امداد فراہم کی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ ہم غزہ کے دیگر نصف درجن ہسپتالوں کو بھی طبّی اور مالی معاونت فراہم کر رہے ہیں۔'' انہوں نے مزید بتایا: ''ہم غزہ میں اپنے ہسپتالوں میں جو میڈیکل ٹریٹمنٹ فراہم کر رہے ہیں، ان میں آپریشن تھیٹرز، آئی سی یوز، انکیوبیٹرز اور زچگی کی دیکھ بھال شامل ہیں۔ ان پر لاکھوں پاؤنڈز خرچ ہو چکے ہیں۔'' عبدالرزاق ساجد نے ان خدمات کا تفصیلی تذکرہ گزشتہ روز برطانوی میڈیا کے رُوبرو بھی کیا ہے۔ سلام ہے ایسے بے لوث افراد اور این جی اوز پر جو اپنے بل پر اہلِ غزہ کی بھرپور اور مقدور بھر دستگیری کر کے مسلمان حکمرانوں کو شرم دلا رہے ہیں۔ ❀❀❀

six-story building of the system of justice and equity of true religion, viz. the Islamic political system of governance, was demolished. The remaining five floors took nearly fifteen centuries to collapse one by one until the beginning of the 20th century, when this building became a heap of ashes, meaning Muslims themselves declared the end of the institution of the Caliphate.

The question then arises: Is it necessary to rebuild the structure that was destroyed due to our own mistakes and the conspiracies of others? Should the just system given by the Prophet *(SAAW)* be considered a story of the past? In our view, to do so would not only ruin our world and the Hereafter but also manifest enmity towards humanity, akin to throwing humanity into a pit of fire. Despite great advancements in technology and numerous life conveniences, the world today is increasingly becoming a hellish place. Therefore, there is no alternative but to restore that system – The Just System of Islam!

<u>Corrigendum:</u> The title of the English article published in the previous issue of Nida e Khilafat should be read as “Revival of Islam and our Responsibility” (without “Part 2”)

❁❁❁

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی جنوبی، مقامی تنظیم کورنگی شرقی کے نقیب اسرہ حافظ ارسلان کی والدہ علیل ہیں۔

☆ تنظیم اسلامی بہاولپور کے امیر جناب قاری محمد ندیم ملک کی اہلیہ کینسر کے مرض میں مبتلا ہے۔ برائے بیمار پرسی: 0301-5420904

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

رفقاء متوجہ ہوں ان شاءاللہ

’’قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی جنوبی‘‘ (حلقہ کراچی جنوبی) میں
17 تا 23 اگست 2024ء (بروز ہفتہ بعد نماز عصر تا بروز جمعۃ المبارک 12 بجے)

مبتدی وملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔
گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:
☆ اسلام کا انقلابی منشور ☆ جہاد فی سبیل اللہ
زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

اور

23 تا 25 اگست 2024ء (بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

امراء، نقباء ومعاونین تربیتی ومشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔
☆ اسلام کا انقلابی منشور (سماجی سطح پر)
زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-2192701/021-34306041

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375(042)

The Just System of Islam

Raza ul Haq

The nature of humanity is indeed fascinating. Humans enter this world alone and leave it alone, yet they neither wish to nor can they undertake the journey from cradle to grave alone. Individuals are part of families, members of tribes, citizens of cities, and inhabitants of countries. This is why humans are termed social animals; in fact, for humans, society holds the same importance as water does for fish. Human individuality is very limited. While a person may handle some minor daily tasks alone, and may begin intellectual and practical endeavors independently, they cannot bring any significant societal impact to a logical conclusion by themselves. What we aim to convey is that sociability is intrinsic to human nature. Therefore, it is imperative by human nature that one seeks a conducive society, and if the society is not favorable, one must strive with utmost sincerity to make it conducive for moral and spiritual fulfillment. Collective wisdom and collective effort are not only necessities for achieving this goal but also a compulsion.

The fundamental objective of the Prophets' *(AS)* missions undoubtedly involved the moral and spiritual development, welfare, and salvation of individuals. However, creating a conducive collective environment for achieving this objective was also undeniably part of their missions and duties. Leaving aside ordinary individuals, even the Prophets *(AS)* began their missions alone but advanced with the support of their disciples and companions.

Among the resolute Prophets of Allah, Musa *(AS)* and Harun *(AS)* led a movement for the freedom of their people, the Israelites, from political oppression and exploitation. Simultaneously, with miraculous divine help, after securing their freedom, receiving the Book and the Shariah, and forming a community, they demanded collective effort from their people for implementation. However, their people's cowardice hindered progress, and the religion could not be fully established.

The final Prophet and Messenger of Allah, Muhammad *(SAAW)*, not only invited all of humanity to a perfect religion through the secure Book, the Quran, but also formed a strong community based on the principles of Islamic obedience among those who accepted this call. The sacrifices made by this community in terms of wealth and lives and their dedication to this mission are unparalleled in human history. Finally, the mission, commanded by the initial *ayah* of Surah *Al-Muddathir*, was completed in the Arabian Peninsula with the conquest of Makkah, and in his Farewell Sermon, the Prophet *(SAAW)* transferred the responsibility of bearing witness to the Truth to his Ummah. The system of justice and fairness established by the Prophet *(SAAW)* was institutionalized amidst the expansion of the Khilafah to three continents, with a period of thirty years, by the Rightly Guided Caliphs. However, with the end of the Rightly Guided Caliphate, as interpreted by *Shah Ismail Shaheed*, the sixth floor of the

جاری کردہ: ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

جدید تعلیم یافتہ حضرات وخواتین کے لیے دینی علوم کے حصول کا نادر موقع

رجوع الی القرآن کورس

(دورانیہ ۹ ماہ)

عرصہ 42 سال سے باقاعدگی سے جاری تعلیم

مضامینِ تدریس

پارٹ ۱ (سالِ اوّل) برائے مرد وخواتین

- تجوید و ناظرہ
- عربی گرائمر (صرف ونحو)
- ترجمہ قرآن (مع تفسیری ولُغوی توضیحات)
- دورہ ترجمہ قرآن
- قرآن حکیم کی فکری وعملی رہنمائی
- سیرت وشمائل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- مطالعہِ حدیث واصطلاحاتِ حدیث
- فکرِ اقبال
- فقہ العبادات
- معاشیاتِ اسلام
- اضافی محاضرات

پارٹ ۲ (سال دوم) برائے مرد حضرات

- عربی زبان وادب
- اصولِ تفسیر
- تفسیر القرآن
- اصولِ حدیث
- درسِ حدیث
- اصول الفقہ
- فقہ المعاملات
- عقیدہ (طحاویہ)
- اضافی محاضرات

☆ رجسٹریشن یکم رمضان سے شروع ہے۔ ☆ انٹرویو 02 ستمبر
آغاز کلاسز 03 ستمبر 2024ء (اِن شاءاللہ)

ایام تدریس: پیر تا جمعہ

اوقات تدریس: صبح 8:15 بجے تا 12:50

نوٹ: بیرونِ لاہور رہائشی صرف مرد حضرات کے لئے ہاسٹل کی محدود سہولت موجود ہے۔ ہاسٹل میں پہلے آیئے پہلے پایئے کے اصول پر رہائش دی جاتی ہے لہذہ خواہشمند حضرات پہلے سے رجسٹریشن کروالیں۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی خدماتِ قرآنی کا مرکز —— قرآن اکیڈمی

K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور
email:irts@tanzeem. org
www.tanzeem.org

زیرِ انتظام: مرکزی انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) لاہور

مزید تفصیلات کے لئے www.tanzeem.org
—— 03161466611 - 04235869501-3

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.30

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore